

لجنة امام اللہ کینڈا

النساء

مذہبی، علمی و ادبی مجلہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَعَمِّدَةٌ وَتَكْلِيْفٌ عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ النَّصِيْرِ الْمَوْعِدِ

لِجَهِ اَمَّاَمَ اللّٰهِ كَيْنِيَا

اللّٰهُ

دوہی، ملی و اولی بھر

جلد # 26 - ستمبر تا دسمبر 2014ء، شمارہ نمبر 3



نگرانِ اعلیٰ

مکرم و محترم ملک لال خان صاحب
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

زیر نگرانی

مکرمہ و محترمہ امتہ النور داؤد صاحبہ
صدر لجنة امام اللہ کینیڈا

نیشنل سیکرٹری اشاعت

ڈاکٹر امۃ القدس فرحت صاحبہ

مدیرہ اردو

فرزانہ سنوری صاحبہ

پروف ریڈرز

سعیدہ باسط بقاپوری صاحبہ

اردو کپوزنگ اور تزئین وزیب ارش

تحمیدہ ولی صاحبہ، ناصرہ نیم صاحبہ، لبی عابد صاحبہ،
رضوانہ سلیمانی صاحبہ، وجیہہ قیوم صاحبہ، نداء نصر صاحبہ

پبلشر
جیمنگ گرافس

مینبر
مبشرہ احمد صاحبہ



اداریہ

کو شش بھی کرنی ہے، پھر جتنا چاہے ہم دنیاوی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں ہمارے لئے جائز ہے، اسلام کا خوبصورت پیغام دنیا کو پہنچانے کی ذمہ داری ہمارے سپرد کی گئی ہے، اسے ہم نے ادا کرنا ہے، قرآن کریم کی مختلف زبانوں میں اشاعت، ترجمہ ہمارے ذمہ کیا گیا ہے، اس کا حق ہم نے ادا کرنا ہے۔“

النساء کے اس شمارے کا مرکزی خیال بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ خدا کرے ہماری یہ ادنیٰ کو شش اپنے پیارے امام کے پیغام کو ہمارے دلوں میں راح کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو۔ آمین

آپ نے رسالے کی ڈایریکٹنگ میں کچھ تبدیلیاں محسوس کی ہوں گی۔ ان کے بارے میں ہمیں اپنی رائے سے ضرور آگاہ فرماؤں۔ اور ان تمام بہنوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہوں نے اپنے مصروف شب و روز میں ہمارے ساتھ تعاون فرمایا۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

والسلام

مجلس ادارت

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے النساء کا نیا شمارہ پیش خدمت ہے۔ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الاقامس ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 17 اکتوبر 2014ء میں احباب جماعت کو دنیا پر مقدم رکھنے کی یاد دہانی فرمائی۔ آپ نے فرمایا:

”جماعت احمدیہ میں ایک فقرہ ہر مرد عورت چھوٹا بڑا اجانتا ہے اور وہ ہے میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ہمیں اس طرف بہت توجہ دلائی ہے اور ہمارے مقررین کی اکثر تقریروں، تحریروں میں، خلفاء کی تحریروں میں عموماً اس فقرے کا استعمال ہوتا ہے، شرائط بیعت کا بھی خلاصہ یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے گا، اسی طرح تمام ذیلی تنظیموں کے جو عہد ہیں ان کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، اسی طرح بیعت کے الفاظ میں بھی ہم یہ الفاظ دہراتے ہیں۔“

پھر فرمایا:

”ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا مضمون کس طرح سمجھا ہے، ہم نے اللہ تعالیٰ کا حق قائم کرنے کے ساتھ انسانیت کے حقوق بھی قائم کرنے ہیں اور دین اسلام کی اشاعت کے ساتھ

فہرست مراضیں

1	کلام الٰہی - کلام رسول ﷺ - کلام امام الزماںؒ	ؒ
2-8	خطبہ جمعہ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 اکتوبر 2014ء	ؒ
9-10	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں اسلام کا دفاع کیسے کیا جائے	ؒ
10-14	رپورٹ جلسہ سالانہ کینیڈا 2014ء برائے خواتین - نظم	ؒ
15-17	خلاصہ کتاب توضیح مرام	ؒ
17	نظم - یہ نسخہ آزمایشیا	ؒ
18-20	خواتین اسلام احمدیت کی ترقی میں کیسے خدمت کر سکتی ہیں	ؒ
21	پردوے کی اہمیت	ؒ
22	صفائی ایمان کا حصہ ہے - درخواستِ دعا	ؒ
23	شکر گزاری	ؒ
24	میرے والدین - مسجد دار الرحمت سنگ بنیاد سے سنگ میل تک	ؒ
25	عائشہ اکیڈمی و گرلز حفظ القرآن اسکول کینیڈا	ؒ
26	جوہر کی پیچان - نظم (برانہ لگے)	ؒ
27	پکوان - کوکونٹ بسکٹس - لاہوری نان خطائی - نسخہ - ٹوٹکے	ؒ
28	نظم	ؒ

کلامِ الہی

یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جو پاک ہوا۔ اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔ درحقیقت تم تو دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں تو یہی ہیں جو گھاتا کھانے والے ہیں۔

فَذَأْفَلَحَ مَنْ تَرَثَىٰ ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ
وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَآبَقٌ ۖ
بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۖ (سورہ علی: 15-18)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَمْ يَكُنْ أَمْوَالُكُمْ
وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ
يَفْعُلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَيْرُونَ (سورہ المتفقون: 10)

کلامِ رسول ﷺ

رسولِ کریمؐ نے فرمایا میراگمان ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بھرین سے کچھ (مال) لے کر آئے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! اے اللہ کے رسول آپؐ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور تم لوگ اس بات کی امید رکھو کہ جس سے تمہیں خوشی ہو گی اور اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقر کا ذر نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا ذر ہے کہ کہیں تم پر دنیا کشا دہندہ ہو جائے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں نے حسد کیا اور تم ہلاک ہو جاؤ جیسا کہ تم سے پہلے ہلاک ہوئے۔

قَالَ “أَظْنَنُكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عَيْنَةَ قَدِيمٍ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ
فَقَالُوا أَجَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ”فَأَبْشِرُوا وَأَمْلُوَا مَا يَسْرُكُمْ
فَوَاللَّهِ مَا الْفُقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكُنِي أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ
الْدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بِسِطْتَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا
تَنَافَسُوهَا وَتَهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكَنَّهُمْ“

(صحیح مسلم باب زهد و تقوی کا بیان)

کلامِ امام الزمان علیہ السلام

”کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دُنیا سے کچھ غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ دُنیا کے حصول سے منع کرتا ہے، بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے۔ یہ بُذلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دُنیا کے ساتھ جس قدر و سیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اُس کا نصب العین دین ہوتا ہے اور دُنیا، اُس کا مال و جاہ، دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دُنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ بلکہ حصول دُنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دُنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری اور زادراہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اس طرح پر انسان دُنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 364-365)

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ میں ایک فقرہ ہر مرد عورت چھوٹا بڑا جانتا ہے اور وہ ہے کہ ”میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا“ ایک احمدی ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ دین کے کام آ سکیں۔ ان بچوں کی الیگی تربیت کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ادراک انہیں بچپن سے حاصل ہو جائے یہاں میں ہر سطح کے عہدیداروں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو نبھانے کی ذمہ داری دوسروں سے بڑھ کر ان کو اپنی بھجنی چاہیئے۔ ایک مقصد کے حصول کیلئے اس کی ذمہ داری لگائی گئی ہے جس کیلئے انہیں اپنی قربانی کے معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا صرور احمد غلیفۃ المساجد الحرام ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخ 17 اکتوبر 2014ء ب طابق 17 اگام 1393 ہجری شمسی ب قام مسجد بیت الفتوح - لندن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ”اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر عمل سے وہ اس کی سچائی اور وفاۓ عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 71 حاشیہ۔ ایڈشن 1985ء مطبوعہ انگستان)

پس ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اس فقرے سے واضح ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی دنیاوی چیز روک نہیں سمجھنی چاہیئے۔ اور دین کیا ہے؟ دین اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تالیع ہو کر اپنی زندگیاں گزارنا ہے۔ اپنے ہر قول و فعل سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم میں سے بڑی تعداد یہ کوشش کرتی ہے کہ دین کے راستے میں جو چیز روک بن رہی ہو اسے ڈور کرے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ ہر ایک کی کوشش ایک جیسی نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر انسان کی علمی صلاحیت بھی مختلف ہوتی ہے اور دوسری استعدادیں اور صلاحیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کیونکہ ہماری نبیوں کو بھی جانتا ہے اس لئے ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق اس سے معاملہ کرتا ہے۔ پس اس عہد کو پورا کرنے کیلئے بنیادی چیز نیک نہیں ہے۔ اس میں کسی قسم کے عنز اور بہانے نہیں ہونے چاہیئے۔ دنیاوی معاملات میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہر انسان کا دائرہ مختلف ہوتا ہے۔ کسی کی کوشش محدود دائرے میں ہوتی ہے کیونکہ اس کا علم اور صلاحیت اس چیز کو حاصل کرنے کیلئے محدود ہے یا بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ دوسری ترجیحات اس کے کام میں روک بن رہی ہوتی

آشْهَدُ أَنَّ لِلَّهِ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ ۝ يَا أَكَّ
نَغْبَدُ وَلِيَّا كَوْسَتَعِينَ ۝ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرُ الْمَغْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

جماعت احمدیہ میں ایک فقرہ ہر مرد عورت چھوٹا بڑا جانتا ہے اور وہ ہے کہ ”میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 70۔ ایڈشن 1985ء مطبوعہ انگستان)

اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہمیں اس طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ خلفاء کی تقریروں میں عموماً اور ہمارے مقررین کی بھی اکثر تقریروں تحریروں میں اس فقرے کا استعمال ہوتا ہے۔ شرائط بیعت کا بھی خلاصہ بھی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسی طرح تمام ذیلی تنظیموں کے جو عہد ہیں ان کا خلاصہ بھی بھی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسی طرح بیعت کے الفاظ میں بھی ہم ان الفاظ کو دہراتے ہیں۔ غرض کہ یہ فقرہ ایک احمدی کا عہد ہے جس پر اس کی بیعت کا انحصار ہے۔ خلافت سے اور نظام سے جڑے رہنے کا انحصار ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے۔ نظام سے جڑے رہنے کا، خلافت سے وابستگی کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے۔ اور بیعت کا اعلان اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی باتیں صرف منہ کی باتیں رہ جاتی ہیں۔ اسی لئے

نے اپنا ایک بڑا فیضی کوٹ پہننا ہوا تھا بلکہ وہ کوٹ تھا جو دربار کیلئے خاص ہوتا ہے۔ خاص موقعوں پر پہننا جاتا ہے۔ اس نے کچھ دیکھ فوراً اپنا کوٹ اتنا را اور اس کچھ کی جگہ جو بالکل تھوڑی سی جگہ تھی اس پر ڈال دیا۔ ملکہ کو یہ دیکھ کر بڑا عجیب لگا کہ اتنا فیضی کوٹ ہے اور اس نے یہ کچھ پر ڈال دیا ہے۔ اس نے بڑے حیران ہو کر اس سے پوچھا۔ ان کا نام ریلے (Raleigh) تھا۔ ریلے یہ کیا ہے؟ سر والٹر ریلے (Sir Walter Raleigh) اس کمانڈر کا نام تھا۔ تو اس افسر نے فوراً جواب دیا کہ ریلے کا کوٹ خراب ہونا اس سے بہتر ہے کہ ملکہ کا پیریا جوئی خراب ہو۔ ملکہ کو یہ بات بڑی پسند آئی۔ اس کے بعد پھر اس افسر پر اور نواز شات بڑھتی چلی گئی۔ وہ عروج پر پہنچا گیا۔ گو بعد میں جیمز اول کے زمانے میں اس افسر پر غداری کا الزام بھی لگا اور پھر اس کو سزاۓ موت بھی دی گئی۔ لیکن بہر حال باوجود اس کے کہ اس نے بادشاہ کے زمانے میں بھی ملک کیلئے بڑا کام کیا تھا۔ جنوبی امریکہ میں مہمات کی تھیں۔ اسے سزا ہوئی۔

(اخواز خطبات محمود جلد 12 صفحہ 78-79 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 29 مارچ 1929)

تو اس مثال سے یہ سبق ملتا ہے کہ ریلے (Raleigh) جو افسر تھا، باوجود خوش پوشش اور وضع دار ہونے کے جب ملکہ کا معاملہ آیا تو اس نے اپنا فیشن اور رواداری اس پر قربان کر دی۔ پس اگر ایک دنیا دار ملکہ کی خوشنودی کیلئے فیشن چھوڑا جاسکتا ہے اپنا بہترین کوٹ قربان کر سکتا ہے جو اس کیلئے بڑی فیضی چیز ہے۔ وضع قطع چھوڑ سکتا ہے تو پھر یہ سوچنا چاہیے کہ دین کی ترقی کیلئے، اسلام کی اشاعت کیلئے، مذہب کی مضبوطی کیلئے اور اس کے قیام کیلئے اور اپنے پیدا کرنے والے خدا کی رضا کے

گے۔ حتیٰ کہ گرد و غبار میں بھی اگر ضرورت ہو تو بغیر کسی تکلف کے اس میں چل پڑیں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اصل چیزان کا مقصود اور مدعا ہوتا ہے کہ ہم نے یہ چیز حاصل کرنی ہے، یہ مقصود حاصل کرنا ہے۔ اس لئے وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔ اعلیٰ سوت یا سفید لباس ان کے مقصود کے حصول میں روک نہیں ہوتا۔

اس پر مزید روشنی ڈالنے کیلئے کہ لوگ مقصود کے حصول کیلئے کس طرح ظاہری چیز کو قربان کر دیتے ہیں۔ ایک مثال حضرت مصلح موعودؑ نے یہ بھی دی ہے۔ یہ تاریخ انگلستان کے ایک واقعہ کی مثال ہے۔ تاریخ میں واقعہ آتا ہے کہ ملکہ الزبتھ اول، (یہ ملکہ نہیں)، 1558ء میں غالباً اس کو تاج ملا تھا۔ تقریباً 45 سال تک ملکہ رہی ہے۔ ایک بہت مشہور ملکہ تھی۔ بلکہ انگلستان کی عظمت اور طاقت کی بنیاد بھی اسی زمانے میں ہوئی ہے۔ اس ملکہ کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اپنے درباریوں میں خوش پوشش کاچھے لباس پہننے والے اور خوش وضع لوگوں کو دیکھنا پسند کرتی تھی۔ اور جس کا لباس اعلیٰ اور فیضی نہ ہو وہ دربار میں نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے ارد گرد خوش وضع اور خوش لباس نوجوانوں کا جگہ ٹالگارہ تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنے قریبیوں کے ساتھ پیدل کہیں جا رہی تھی۔ راستے میں جاتے ہوئے ایک جگہ کچھ کچھ آگیا۔ اب تو یہاں بڑی پکی سڑکیں ہیں۔ ایک زمانے میں یہاں کافی کچھ گلیاں بھی ہوا کرتی تھیں۔ بہر حال جہاں بھی وہ جا رہی تھی کچھ آگیا۔ اس وقت اس کے ساتھ انگلستان کی بحریہ کا کمانڈر ان چیف تھا، سر بر اہ تھا جو ملکہ کا بڑا قریبی اور وفادار تھا اور بڑا خوش پوشش کاچھا لباس پہننے والا نوجوان تھا۔ جب راستے میں وہ کچھ آیا تو اس

ہیں جو اسے محدود کر دیتی ہیں اور کسی کی کوشش بہت زیادہ ہوتی ہے اور صحیح رنگ میں ہوتی ہے۔ جس مقصد کو حاصل کرنا ہو صرف اسی پر نظر ہوتی ہے اور پھر وہ اسے مکمل حاصل ہو بھی جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اس سے استفادہ کرتے ہوئے اور اس کی روشنی میں میں کچھ بیان کروں گا۔ خاص طور پر واقعات ہیں۔ محدود دائرے کی کوشش اور مقصود کے مطابق کوشش کی ایک عام سی مثال آپ نے اس طرح دی ہے کہ بعض لوگ خواہ کتنا ضروری کام کیوں نہ ہو چلتے وقت اس بات کا خیال رکھتے ہیں، اپنے لباس کے بارے میں بڑے کاشیں (Conscious) ہوتے ہیں کہ ان کے لباس ٹھیک ہوں پتلون کی کریز خراب نہ ہو جائے۔ کوٹ میں کہیں بد صورت قسم کی سلوٹ یا ٹکن نہ پڑ جائے۔ انہوں نے کہیں جلدی بھی پہنچا ہو تو تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنے لباس کا جائزہ لیتے ہیں اور اس وجہ سے بعض دفعہ جلدی پہنچنے کی کوشش محدود ہو جاتی ہے۔ یہ اس زمانے کی بات نہیں ہے۔ آج بھی ایسی مثالیں نظر آجائی ہیں اور خاص طور پر ہمارے ایشیں معاشرے میں مردوں اور عورتوں کی یہ حالت ہے کہ بعض دفعہ اپنے لباس کے بارے میں بہت زیادہ کاشیں ہو جاتے ہیں لیکن اس کے مقابلے پر کچھ ایسے بھی ہیں جو یہ نیک فیشن بڑے شوق سے کرتے ہیں، بڑے شوقین ہوتے ہیں لیکن جب ان کے سامنے کوئی مقصد ہو تو وہ اپنے رکھ رکھا اور فیشن کو قربان کر دیتے ہیں۔ اگر مقصود کے حصول کیلئے اپنے لباس کے رکھ رکھا کے باوجود انہیں دوڑنا پڑے تو وہ دوڑ بھی لیں گے۔ کسی جگہ بینہنا پڑے تو پیشہ بھی جائیں

رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگ گائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔ فرمایا کہ ”جو بالکل دنیاہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں۔ گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پالیتا ہے۔ دوسرا وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 194-193 ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ الگستان)

اور جیسا کہ شروع میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں نے پیش کیا تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے سے بیعت کا مقصد پورا ہوتا ہے اور اس کا فہم حاصل کرنے کیلئے دنیاوی کاموں کے ساتھ دینی علم کا حاصل کرنا اور پھر اس کو اپنے اوپر لا گو کرنا بھی ضروری ہے۔ دینی علم حاصل کئے بغیر پتا ہی نہیں چل سکتا کہ دین ہے کیا، جسے میں نے دنیا پر مقدم کرنا ہے۔

اب نماز اسلام کا ایک بیاندی رکن ہے لیکن بہت سے مسلمان ہیں بلکہ شاید اسی فیض سے زائد ایسے ہوں جو نمازوں نہیں پڑھتے اور اگر کبھی ایک آدھ پڑھ بھی لیں تو اس طرح بڑی تیزی میں اور جلدی جلدی جیسے زبردستی کوئی گروہ کام کر رہے ہیں۔ اس لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ بڑے بڑے آدمی ایسے بھی ہیں جو نمازوں میں سوت ہیں بلکہ نواب اور

لڑکے اور لڑکیاں اس بات کا خیال رکھیں بلکہ ان کے ماں باپ بھی تو دین مقدم کرنے سے گھروں کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور وہ مقصد بھی حاصل ہو جائے گا جو ایک مومن کا مقصد ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

اسی طرح لباس ہے۔ یہ ہرگز منع نہیں کہ عمدہ لباس نہ پہنوا لیکن اس سے ضرور روا کا گیا ہے کہ ہر وقت اتنے فیشن میں ڈوبے نہ رہو کہ دینی کام سے غافل ہو جاؤ۔ ہر جگہ تمہیں یہ احساں رہے کہ فلاں جگہ میں جاؤں گا تو میرا لباس گندہ ہو جائے گا۔ گویا کسی وقت بھی دینی کام سے انسان غافل نہ ہو۔ اسی طرح نمازوں کی طرف توجہ کے بجائے اچھا لباس پہنا ہوا ہے، استری کیا ہوالا بس پہنا ہوا ہے، تو صرف اپنے کپڑوں کی شکنون کی طرف نظر نہ رہے۔

پس اسلام یہ کہتا ہے کہ کبھی بھی تم دینی کام سے غافل نہ ہو تبھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا حق ادا کر سکتے ہو۔ اسی طرح اعلیٰ کھانے ہیں ان سے دین نہیں روتا لیکن ان کا دین کے راستے میں حائل ہو جاتا ناجائز ہے۔ پس ہمیشہ اپنے کاموں میں ان بالوں کو سامنے رکھنا چاہیے کہ جو چیزیں دین کے معاملے میں روک ہوں انہیں ڈور کیا جائے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک توہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔“ باکل دنیا میں پڑھتے ہیں۔ فرمایا ”میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم

حصول کیلئے کیا کچھ نہیں کیا جانا چاہیے۔ پس کیا ہمیں یہ مقصد اتنا بھی پیارا نہیں ہونا چاہیے جتنا ریلے (Raleigh) کو ملکہ کی خوشنودی پیاری تھی۔ دنیاوی پادشاہ کو خوش کرنے کے بعد خدمات کے باوجود جیسا کہ میں نے بتایا اس کا انعام دردنائک ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے تو انسان اس دنیا میں بھی انعامات کا وارث بنتا ہے اور انعام بھی بہترین ہوتا ہے۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ مقاصد کا اعلیٰ اور عمدہ ہونا کافی نہیں ہے جب تک قربانی اور فدائیت بھی اس کے مطابق نہ ہو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا اس وقت ملے گی جب دنیا ہمارے دین پر حاوی نہیں ہو گی بلکہ دین دنیا پر حاوی ہو گا۔ پہنچ اللہ تعالیٰ نے دنیا کمانے سے منع نہیں کیا۔ دنیا کی کوئی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا، ناجائز نہیں ہے۔ اعلیٰ لباس پہنانا، عمدہ قسم کے کھانے کھانا، عمدہ مکانوں میں رہنا اور ان کی سجاوٹ کرنا ان میں سے کوئی چیز بھی ناجائز نہیں ہے۔ سب جائز ہیں۔ لیکن ان چیزوں کا اسلام کی ترقی میں روک ہو جانا ناجائز ہے۔ لوگ شادیاں کرتے ہیں شریعت یہ نہیں کہتی کہ تم بد صورت عورت تلاش کر کے شادی کرو لیکن یہ ضرور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صرف دنیا دیکھنے کی بجائے عورت کی دینی حالت بھی دیکھ لیا کرو۔

(حجج الحجاري کتاب انکاج باب الائقاء في الدين حدیث نمبر 5090)

شریعت یہ کہتی ہے کہ عورت تمہاری عبادت کے راستے میں روک نہ ہو۔ عورتیں تمہیں نمازوں سے غافل نہ کریں۔ اگر ہمارے

روؤس اکلیلے تو لکھتے ہیں کہ باجماعت نماز ایسی ہے
جیسے ایک عام انسان کلیلے سور کھانا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 84 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ
29 مارچ 1929ء)

یعنی بڑی کراہت سے پڑھتے ہیں اور یہ
صرف اُس زمانے کی بات نہیں۔ آج بھی یہ
حالت ہے جیسا کہ میں نے کہا امراء کی اکثریت
بلکہ جن کے پاس تھوڑی سی بھی کشائش
آجائے، ان کو کشائش ہو جائے تو وہ بھی نمازوں
سے غافل ہو جاتے ہیں اور اگر نمازیں پڑھ بھی
لیں تو جو حالت نماز پڑھنے والے کی ہونی چاہیئے
اس سے وہ غافل ہیں۔ نمازیں پڑھنے والے تو
انسانی اقدار کے محافظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو
فرماتا ہے کہ نمازیں پاک تبدیلیاں تمہارے اندر
پیدا کرتی ہے۔ آجکل کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں
غیر احمدیوں کی مساجد کی آبادی بہت بڑھ رہی
ہے لیکن اگر آبادی بڑھ رہی ہے تو ان نمازوں
نے ان کے اندر کیا انقلاب پیدا کیا ہے؟ ملاں اور
خطبیں جن کے پیچے نمازیں پڑھتے ہیں وہ انہیں
سوائے نفرتوں کے درس دینے کے اور کیادیتے
ہیں؟ اسی لئے ان نمازوں کی آگئیں مزید بھڑک رہی
کے باوجود نفرتوں کی خلاف تعداد میں اضافے
ہیں۔ ہمارے خلاف توجو کرتے ہیں کرتے ہیں،
خود آپس میں بھی یہ ایک دوسرے پر کچھ کم ظلم
نہیں کر رہے۔ اس لئے کہ یہ عبادتیں دین کو
مقدم کرنے کیلئے نہیں ہیں بلکہ دنیا کے حصول
کیلئے ہیں۔ ظاہر ایک اعلیٰ مقصد کیلئے مسجد میں
جاتے ہیں لیکن باطن میں اس کے پیچے دنیاوی
ادنی مقاصد ہوتے ہیں۔ پس اعلیٰ مقصد کے
حصول کیلئے سوچ کو بھی اعلیٰ کرنے کی ضرورت
ہوتی ہے اور قربانی ذاتی مفاد کیلئے نہیں بلکہ خدا

ذال رہے ہیں تو یہ جائز چیزیں ہونے کے باوجود
ہمارے لئے ناجائز بن جاتی ہیں۔ اگر ایک جگہ پر
مسجد کی تعمیر کیلئے کوشش ہو رہی ہے وہاں ہم اپنی
دوسری ترجیحات کو فوتوسیت دے رہے ہیں تو باوجود
اس کے کہ وہ ہمارے لئے یا ایک عام آدمی کیلئے یا
عام حالات میں جائز چیزیں ہیں لیکن ایسے وقت
میں پھر ناجائز ہو جاتی ہیں۔ جنگِ احمد میں جب یہ
مشہور ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
شہید ہو گئے ہیں تو اس وقت ایک صحابی جو کئی دن
سے فاقہ سے تھے جنگِ لڑکے ہے تھے۔ اس
وقت فتح کی حالت پیدا ہو چکی تھی۔ ان کے پاس
کچھ سوکھی کھجوریں تھیں۔ وہ سوکھی کھجوریں کھا
رہے تھے۔ یہ اس وقت ان کا کھانا تھا جب یہ بات
انہوں نے سنی۔ یہ اطلاع ان کو پہنچی تو فوراً انہوں
نے کھجوریں پھینک دیں اور فوراً جنگ میں کوڈ
پڑے اور جا کر شہید ہو گئے۔ اس وقت انہوں
نے اپنے پیٹ کی اور بھوک کی فکر نہیں کہ بلکہ ان
کھجوروں کا کھانا بھی گناہ سمجھا کیونکہ اس وقت
دین یہ تقاضا کر رہا تھا کہ کھجوریں کھانا گناہ
ہے۔ پس جو کام دین کے راستے میں روک ہے وہ
خواہ کتنا ہی اعلیٰ اور عمدہ کیوں نہ ہو، ناجائز ہے اور
جو دین کے راستے میں روک نہیں وہ خواہ کتنا ہی
آرام و آسائش والا ہو تو وہ برانہیں، وہ جائز بن
جاتا ہے۔ پس ہمیں وہ روح پیدا کرنے کی کوشش
کرنی چاہیئے جو ہمارے دلوں کی کیفیت کو اللہ
تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنائے۔

اللہ تعالیٰ تو دلوں کے حال جانتا ہے اور
دلوں کے حال جانتے کے بارے میں یہ روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مسجد
میں بیٹھے تھے۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ

تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہوتی ہے۔ پس یہ
مسجد کی آبادی اگر اعلیٰ مقصد کو پیش نظر رکھ کر
نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ انسانیت کے
حق قائم کئے جائیں، دین کی اشاعت اور اسلام کا
قیام ہو تو سب بے فائدہ ہے۔ اور عام مسلمانوں کی
یہ تکلیف وہ صور تحال ہمیں، ہم جو احمدی
ہیں، پہلے سے بڑھ کر اس طرف توجہ دلانے والی
ہونی چاہیئے کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا
جو عہد یا مضمون ہے کس طرح سمجھا ہے یا ہمیں
سمجننا چاہیئے۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کا حق قائم کرنے کے
ساتھ انسانیت کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں اور
دین اسلام کی اشاعت اور قیام کیلئے کوشش بھی
کرنی چاہیئے پھر جتنا چاہے ہم دنیاوی نعمتوں سے
فائدة اٹھائیں ہمارے لئے جائز ہے۔ اسلام کا
خوبصورت پیغام دنیا کو پہنچانے کی ذمہ داری
ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ اسے ہم نے ادا کرنا
ہے۔ قرآنِ کریم کی مختلف زبانوں میں اشاعت
ہمارے ذمہ کی گئی ہے تو اس کا حق ہم نے ادا کرنا
ہے۔ مساجد کی تعمیر ہم نے ہر جگہ کرنی ہے تاکہ
ہم حقیقی عبادت گزار بنانے والے بن سکیں تو اس
کا حق ادا کرنے کیلئے دنیا کے ہر ملک میں ہم نے
منصوبہ بندی کرنی ہے۔ انسانیت کی قدرتوں کو ہم
نے اعلیٰ ترین نمونوں پر قائم کرنا ہے۔ اگر یہ سب
کچھ ہم دنیا کمانے کے ساتھ کر رہے ہیں تو دنیا کمانا
بھی ہمارا دین ہے۔ اگر یہ نہیں تو ہمارے جائز کام
بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناجائز ہیں۔

اگر نیا آئی فون آگیا ہے یا کسی کے پاس
کوئی پیے آئے تو کار خریدنی ہے اور سوت خریدنا
ہے اور ان چیزوں کی خاطر ہم اپنے چندوں کو پیچھے

اس کی حیثیت زیادہ ہے لیکن ضرورت کے مطابق اس نے وہ پوری کر دی۔ یہ ضرورت کے مطابق قربانی ہے جو نیک نیت سے اس صاحبِ حیثیت نے کر دی تو اس کا اسے ثواب ہے۔ اسی طرح کسی تحریک کیلئے اگر چندے کاملاً کہا جا رہا ہے تو لوگ سینکڑوں ہزاروں میں دے رہے ہیں لیکن ایک غریب اپنی حیثیت کے مطابق چند روپے یا پاؤنڈ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو دلوں پر نظر رکھتا ہے اس کے اس فعل کو نواز دیتا ہے اور ایسا انسان اپنے مقصد کو پالتا ہے۔ اس امیر نے بھی مقصد کو پالیا کہ ضرورت کے وقت اپنے لحاظ سے معمولی سی رقم دی۔ اس غریب کی مدد کر دی اور غریب نے بھی اپنے مقصد کو پالیا کہ اپنی حیثیت کے مطابق یا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کر لیا۔

اس نے ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایک درہم والا لاکھ درہم پر اس نے سبقت لے گیا کہ ایک شخص نے دو درہم میں سے ایک دیا اور ایک شخص کے پاس لاکھوں تھا اس نے اس میں سے صرف لاکھ دیا جو اس کی حیثیت کے مطابق بہت کم تھا۔

(سن النبائی کتاب انعامات باب بحمد المغل حدیث نمبر 2527)

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیئے اور اس خرچ کے معاملے میں ان دونوں کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہی تھی۔

پس مومن کا اصل کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے اپنے دل کی کیفیت کو ڈھالے۔ مقصود اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو اور اس میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنے دل

اظہار تھا اور اللہ تعالیٰ کی نظر بھی دل پر ہوتی ہے اور اس کے انعامات دل کی حالت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس نے دل کی حالت جزاً اور نتیجے کے لحاظ سے بڑی اہم ہے۔ یہ چیز یاد رکھنے والی ہے۔ پس یہاں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے معاملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ تو دلوں کے حال جانتا ہے اس نے ان کی دل کی حالت سے دیکھ لیا کہ کون دین کے معاملے میں کس حد تک آگے بڑھا ہے اور کس نے سستی دکھائی ہے۔ پہلے دو کو ان کے درجے کے مطابق انعام ملا اور تیسرا محروم رہا بلکہ ناراضگی کا مورد بنتا۔

پس مومن کو چاہیئے کہ دیکھ لے کہ اس کے سامنے جو مقصد ہے اس کیلئے اس نے کس حد تک قربانی کی ہے۔ اگر وہ اس حد تک قربانی کر دے جس کی ضرورت ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا اور اسکی جزاً کا مستحق تھہرتا ہے۔ قربانی ہمیشہ یا تو طاقت کے مطابق ہوتی ہے یا ضرورت کے مطابق۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر دفعہ طاقت کے مطابق قربانی دی جائے۔ بعض دفعہ شریعت صرف اتنی قربانی کا تقاضا کرتی ہے جتنی ضرورت ہے۔ مثلاً اگر کوئی مسافر آیا ہے۔ چند آدمی کھڑے ہیں اور وہ سوپاؤنڈ کا مطالبہ کر رہا ہے۔ ضرورت جائز ہے تو ان میں سے بعض لوگوں نے یا جو بھی کھڑے تھے انہوں نے اپنی جیب کے لحاظ سے ضرورت پوری کر دی لیکن پھر بھی دس پاؤنڈ کی کمی رہ گئی تو اتنے میں کوئی اور شخص آتا ہے جو صاحبِ حیثیت ہے۔ اگر وہ چاہے تو وہ اکیلا ہی اس کی ضرورت پوری کر سکتا ہے لیکن ضرورت کے مطابق اس وقت صرف دس پاؤنڈ چاہیئے تھے تو اس نے وہ دے دیئے تو یہ چیز ایسی ہے جس سے مطالبہ ہی اتنا کیا جا رہا ہے، پیش

تھے۔ اسی اثناء میں تین آدمی سامنے آئے۔ دو آدمی تو سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگئے اور ایک ان میں سے چلا گیا۔ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک جو تھا اس نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب حلے میں خالی جگہ پڑی ہے وہ جلدی سے بڑھ کر آگے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکے بیٹھ گیا۔ دوسرا جو تھا وہ لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ جہاں کھڑا تھا وہ اس کو تھوڑی سی جگہ ملی تو بیٹھ گیا۔ تیسرا جو تھا وہ سمجھا کہ جگہ نہیں ہے وہ پیچھے پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ان آدمیوں کی حالت نہ بتاؤ۔ ان میں سے ایک نے تو اللہ کے پاس جائے پناہ لی اور اللہ نے اسے پناہ دی جو میرے قریب ہو کے بیٹھ گیا تھا اور وہ جو دوسرے تھا اس نے شرم کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے شرم کی یعنی اس کا وہاں اس مجلس میں بیٹھنا اس کے گناہوں کی دوڑی کا باعث بنتا۔ اس نے حیا کی اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے گناہوں کو معاف کیا اور حیا کی۔ اور جو تیسرا تھا اس نے منه پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے منه پھیر لیا۔ (بخاری۔ کتاب العلم باب من عَصَمَ حَيْثُ يَعْصِمِ بِهِ الْمُجْلِسُ حدیث نمبر 66)

اب بظاہر تو یہ تین آدمیوں کا آنا، بیٹھنا اور ان میں سے ایک کا چلے جانا معمولی بات ہے کیونکہ اس تیرے شخص کے خیال میں تھا کہ یہ آواز مجھ تک نہیں پہنچ رہی اس نے بیٹھنے کا فائدہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ افعال، ان تینوں کے جو یہ کام تھے، یہ جو فعل تھا اس کا معاملہ دل سے تھا، دل سے پیدا ہوئے تھے، دل کی کیفیت کا

کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر سطح کے عہدیدار کو بھی اور ہر احمدی کو بھی، مجھے بھی، آپ کو بھی سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کا صحیح ادراک بھی حاصل کریں اور اس پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔

آج بھی ایک افسوسناک خبر ہے۔

پاکستان میں ایک شہادت ہوئی ہے۔ مکرم الطیف عالم بٹ صاحب این مکرم خورشید عالم بٹ صاحب آف کامرہ ضلع اٹک کو 15 اکتوبر کی رات کو تقریباً سات بجے ان کے گھر کے قریب دو نامعلوم موڑ سائیکل سواروں نے فائزگر کر کے شہید کر دیا۔ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ واقعہ یہ ہوا کہ گھر کے قریب ہی ان کی ایک سیشنری کی دکان ہے۔ معمول کے مطابق واپس آرہے تھے اپنے گھر کے قریب گلی میں پہنچتے تھے کہ پیچھے سے دوناً معلوم موڑ سائیکل سواروں نے انہیں بٹ صاحب کہہ کے آواز دی۔ جیسے ہی یہ واپس مڑے ہیں تو ایک شخص نے ان پر فائز کر دیا اور فائزگر کے نتیجے میں چار پانچ گولیاں شہید مر حوم کے سینے میں لگیں۔ فائزگر کے بعد ان کے بیٹے ذیشان بٹ صاحب کو کسی نے اطلاع دی تو وہ فوری موقع پر پہنچ۔ بہر حال ریسکیو والے بھی پہنچ گئے تھے۔ لطف بٹ صاحب اس وقت ہوش میں تھے مگر رسول ہسپتال اٹک جاتے ہوئے راستے میں جام شہادت نوش فرمایا۔ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

لطیف عالم بٹ صاحب کے خاندان کا تعلق کا موکی ضلع گوجرانوالہ سے تھا۔ شہید مر حوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد مکرم خورشید عالم بٹ صاحب کے ذریعہ ہوا

حاصل کرنے والے بن سکیں۔ صرف مال ہی نہیں اس نے ہمیں اولاد بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد کی تربیت کے اور طریقے بھی ایجاد فرما سکتا تھا لیکن اس نے ماں باپ کو کہا کہ ان بچوں کی تربیت کرو۔ ان پر اپنی حیثیت کے مطابق اعلیٰ مقصد کے حصول کیلئے خرچ کروتا کہ یہ دین کے کام آسکیں۔ پس ایک احمدی ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ دین کے کام آسکیں اور تمہی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بات پوری ہوتی ہے، عہد پورا ہوتا ہے۔ ان بچوں کی ایسی تربیت کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ادراک انہیں بچپن سے حاصل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ یہ چیزیں ہمارے سپرد کر کے ہماری آزادی بھی کرتا ہے اور ہمیں نوازتا بھی ہے۔

یہاں میں ہر سطح کے عہدیداروں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو نبھانے کی ذمہ داری دوسروں سے بڑھ کر ان کو اپنی سمجھنی چاہیے۔ ایک مقصد کے حصول کیلئے ان کی ذمہ داری لگائی گئی ہے جس کیلئے انہیں اپنی قربانی کے معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر سطح کا عہدیدار، چھوٹی سے چھوٹی سطح سے لے کر، محلے سے لے کر مرکزی سطح تک اپنی حیثیت کا صحیح اندازہ کر کے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کر سکتا ہے اور کرنی چاہیے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر دلوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ تڑپ کے ساتھ کام کرنے والوں کے اخلاص کو برکت بخشتا ہے اور انہیں قرب میں جگہ دیتا ہے اور ایک عہدیدار کو اس مقام کو حاصل کرنے کیلئے اپنی بھروسہ کوشش

کی کیفیت کو اس کے مطابق ڈھاتا ہے تو اسی میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اور ہمیں دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ ہمارے ذمہ جیسا کہ میں نے کہا بہت بڑے کام لگائے گئے ہیں اور جان مال وقت اور عزت قربان کرنے کیلئے ہم عہد بھی کرتے ہیں۔ اس کیلئے ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کیلئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔

النصار اللہ کا اجتماع بھی آج سے ہو رہا ہے۔ شوریٰ بھی ہو رہی ہے۔ ان کو بھی اپنی شوریٰ میں غور کرنا چاہیے اور ان دونوں میں اپنے جائزے بھی لینے چاہیں کی کس حد تک ہم اپنے معیار دین کو دنیا پر مقدم کرنے کیلئے بڑھا سکتے ہیں اور بڑھانے چاہیں بلکہ حاصل کرنے چاہیں۔ انصار اللہ کی عمر تو ایسی ہے جس میں ان کو نمونہ بننا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو اس کا احسان ہے، اس کی عطا ہے کہ ہمیں یہ کہہ کر کہ تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو تو میری رضا حاصل کرو گے ہمیں نوازاب ہے ورنہ مال کی میں نے مثالیں دی ہیں اس کی خدا تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یا کسی کا بھی محتاج نہیں ہے۔ یہ تمام وسائل، ذخائر، سونا چاندی، زمینیں اس نے پیدا کی ہیں۔ اگر وہ چاہتا تو دین کا کام کرنے والوں کو یہ سب کچھ بانٹ دیتا، خود مہیا کر سکتا تھا لیکن ہمیں وہ ہمارے مقاصد سے آگاہ فرمائے پھر اس کے حصول کیلئے قربانی کی طرف توجہ دلاتا ہے تاکہ ہم اس کی رضا

اور ٹرانسفر ہو کے چلے جاتے ہیں۔ جماعت نہیں تھی۔ اس لئے انہوں نے وہاں اپنائگر بھی بنایا تھا کہ نماز سینٹر بھی وہاں بننے گا اور جماعت بھی قائم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس نیت کو پھل لگائے اور اللہ کرے کہ اس شہادت کے بد لے اللہ تعالیٰ ہمیں سینکڑوں ہزاروں احمدی وہاں اس علاقے میں عطا فرمائے اور جماعت قائم ہو۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے لواحقین کو بھی صبر اور رہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ پاکستان میں افرادِ جماعت کو اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔ دشمن جو ہے اپنی دشمنی میں اب بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہمارے لئے امن اور سکون کے حالات پیدا فرمائے۔

نے حملہ کی کوشش کی تھی۔ حملہ آور نے ان پر فائر کیا مگر گولی پسٹل میں پھنس گئی اور انہوں نے اس وقت ایک حملہ آور کو پکڑ لیا اور کافی مزاحمت ہوئی لیکن بہر حال وہ بعد میں بھاگ گیا۔ شہید مرحوم اعلیٰ اخلاق اور بارعہ شخصیت کے مالک تھے۔ پھوٹ کی تعلیم و تربیت کا بہت شوق تھا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 62 سال تھی۔ وصیت کافارم انہوں نے فل (fill) کر دیا تھا اور وصیت ابھی پر اس (Process) میں تھی لیکن اب کارپرداز کو ان کی وصیت کو منظور کر لینا چاہیے۔ بہر حال ان کی وصیت میں منظور کرتا ہوں اس لئے بحیثیت موصی ان کے ساتھ جو بھی کارروائی کرنی ہے کارپرداز کرے۔

مکرم امیر صاحب ضلع نے بتایا کہ شہید مرحوم میں عہدیداران اور نظام کی اطاعت کا غیر معمولی جذبہ تھا اور جماعتی پروگراموں اور اجلاسات میں ہمیشہ شامل ہوتے۔ کبھی کسی پروگرام سے غیر حاضر نہیں ہوئے۔ پسمند گان میں الہیہ کے علاوہ ایک بیٹی عزیزہ ارم و سیم الہیہ مکرم سید و سیم احمد صاحب اور چار بیٹیے خرم بٹ جو ایئر فورس میں ملازم ہیں۔ ذیشان بٹ یہ بھی تعلیم کے بعد والد کے ساتھ ہی کاروبار کر رہے تھے، عمر بڑھتے یہیں انجینئرنگ میں زیر تعلیم ہیں اور ایک علی بٹ صاحب ہیں جو ملازمت کر رہے ہیں۔ یہ سوگوار چھوڑے ہیں۔ وہاں محمود مجیب اصغر صاحب ایک زمانے میں امیر ضلع رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایئر فورس سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور اس نیت سے کی تھی کہ وہاں مستقل رہنے والا کوئی نہیں کیونکہ ایئر فورس کے آفیسر یا ایئر فورس میں فیکٹری میں کام کرنے والے لوگ آتے ہیں

جن کو 1934ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ شہید مرحوم اپریل 1952ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ائمہ فورس میں بھرتی ہو گئے۔ شہید مرحوم کامرہ میں ائمہ فورس سے کارپول (Corporal) شیکنسیشن کے رینک سے رینک 1991ء میں ریٹائر ہوئے۔ اب ان کا بڑا اپیٹا عزیز ملزم بٹ بھی ائمہ فورس میں ملازمت کر رہا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد شہید مرحوم کتابوں کا کاروبار کرتے تھے۔ زیادہ قانونی کتابوں کا تھا اور پاکستان کی مختلف کچھ بیوں میں وکلاء کو کتب دیا کرتے تھے اور بڑے مشہور تھے۔ غیر احمدی وکلاء بھی ان کے بڑے معرفت تھے۔ شہید مرحوم شہادت کے وقت بطور ناظم اشاعت انصار اللہ کے عہدے پر خدمت کی توفیق پار ہے تھے۔ اس کے علاوہ شہید مرحوم کو ضلعی سطح پر سیکرٹری ضیافت اور خدام الاحمدیہ میں ناظم صحبتِ جسمانی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ شہید مرحوم کا گھر لبے عرصے سے نماز سینٹر ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کے دیگر پروگرام جلسے، اجلاسات اور میٹنگز بھی ان کے گھر منعقد ہوتی تھیں۔ شہید مرحوم ہمیشہ جماعتی خدمت کیلئے تیار رہتے اور جو کام بھی سپرد کیا جاتا اسے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا کرتے۔ کبھی انکار نہیں کرتے تھے۔ شہید مرحوم بہت مہمان نواز تھا۔ خلافت سے انتہائی محبت اور عشق کا تعلق تھا، اطاعت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے تھے۔ پہنچتے نمازوں کے علاوہ نماز جمعہ کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ نماز جمعہ سے دو گھنٹے قبل ہی مسجد میں چلے جایا کرتے تھے۔ مرحوم بہت دلیر اور نذر انسان تھے۔ 08-08-2007ء میں بھی ان پر نامعلوم افراد

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں اسلام کا دفاع کیسے کیا جائے

آننه طاہرہ مسعود۔ سکاربروجماعت

طوب پر ذریعہ اشاعت کو اپنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
ایسے زمانے میں مبعوث فرمایا جو ”وَلَذِ الْصُّحْفَ
نُشَرَتْ“ کا مصدقہ تھا۔ اسی صحن میں آپ
نے فرمایا:

”نشر و صحف سے اسکے وسائل کی طرف اشارہ ہے۔
جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کو
پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کیے۔“

(۴۷۳) مکالمات اسلام جلد ۵ صفحہ ۶۵
 قرآن پاک میں حکیم ازل نے "قلم" کو جو گواہ بنایا کہ
 فرمایا:
 ○ نَ وَالْقَارِئُ وَمَا يَسْطَرُونَ
 "قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں۔"
(بخاری، تفسیر قرآن، جلد ۲)

(مودودہ ام ایت ۲۷) اس سے نہ صرف قلم کی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ آنے والے زمانے کے متعلق بھی پتہ چلتا ہے جب ایک عالم کو روحانی طور پر اس سے تغیریں کیا جانا مقصود تھا۔ آپ نے قلم اور اشاعت کو ہتھیار کا درجہ دے کر استعمال کرنے پر زور دیا۔ فرمایا: ”موجودہ زمانے کا جگہ بھی ہے۔۔۔۔۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا کہ سیف (تووار) کا کام قلم سے لیا جائے۔۔۔ (ملفوظات، جلد ۱ صفحہ ۳۷) آپ نے فرمایا:

”میرے نزدیک وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں جو ان حملوں کو دیکھیں اور سنیں اور اپنے ہی ہم و غم میں مبتلا رہیں۔ اس وقت جو کچھ کسی کے لیے ممکن

دعا

آپ اسلام کی قیچ اور غلبہ کے لئے ماہی بے
آب کی طرح تڑپتے اور خدا نے قادر و قیوم کے
آستانہ پر اپنی بے تاب دعاوں کے ساتھ جھک جاتے،
عرض کرتے
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کراے میرے سلطان کا میاں و کامگار
لے میرے کیا لے مجھے اس سیلِ غم سے کریا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار
اس دین کی شان و شوکت یا راب مجھ د کھادے
سب جھوٹے دین مٹا دے میری ذعابی ہے
(زور شمین)

قلْدَنَ صَلَاتِي وَنُسْكِي وَمَهْيَايِي وَمَمَّا يِي
بِلِهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (الانعام: 163)

”ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میر ازندہ رہنا اور میر امر ناسب خدا کے لئے اور اُسکی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے۔“

تالیف و تصنیف اور نشر و اشاعت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو احیائے اسلام کے لیے مبعوث ہوئے انہوں نے اسلام کے دفاع اور اس کی حقانیت کو ثابت کرنے اور دوسری قوموں تک اس کا آفیقی پیغام پہنچانے کے لیے سب سے موثر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جب اسلام ہر طرف سے حملوں کی زد میں تھا۔ مسلمان اپنی شاخت کھو بیٹھے تھے اور عیسائی پادری دنیا بھر میں عیسائیت کا پروچار کر رہے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
 ”اس وقت اصحاب الفیل کی شکل میں اسلام
 پر حملہ کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ اسلام غریب ہے اور اصحاب
 الفیل زور میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ وہی نعمونہ پھر دکھانا چاہتا
 ہے۔۔۔۔۔ چڑیوں سے وہی کام لے گا۔۔۔۔۔

(ملفوظات جلد اول 2003ء ایڈیشن صفحہ 110)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی دفاع اسلام میں گزری۔ اس سلسلے میں آپ نے معرکتہ الاراء اسی (80) سے زائد کتب تحریر فرمائیں۔ کئی مناظرے اور مباهلے کئے۔ بے شمار خطوط اور دعویٰ پیکش بھجوائے۔ اشاعت اور تالیف کے شعبہ کی داغ بیل رکھی اور اس سلسلے میں اپنے ماننے والوں کو دل کھوں کر مالی اعانت کی اپیل فرمائی۔ الغرض دفاع اسلام کے لئے کوئی حربہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کے دفاع کے لیے آپ نے مندرجہ ذیل ذرائع اختیار فرمائے:

ہے کہ "قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَوَّبِيْعًا" (الاعراف: 159) اے نبی تمام بنی نوع انسان کو کہہ دے کہ تو سب کے لیے اللہ کا رسول مبعوث ہو کے آیا ہے۔ توازی ہے کہ آپ کا پیغام اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں ہر ملک و قوم ہر ختنے تک پہنچایا جاتا۔ اور اب تو صرف اشاعت اور طباعت کا ہی زمانہ نہیں بلکہ نشر کا زمانہ بھی ہے اور اس قدر سرعت سے ایک پیغام دنیا کے دوسرے کونے تک پہنچ جاتا ہے کہ پلک جھپکنااب محض محاورہ نہیں رہا بلکہ عملًا ایسا ہوتا ہے۔

اب یہ کام ہمارے ذمہ ہے۔ اور ہم خواتین کو تو اب تبلیغ کرنے کے لیے گھر سے نکلنے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہمیں گھر بیٹھے انٹرنیٹ پر ایسے افراد مل جاتے ہیں ایسے گروپ اور اخبارات مل جاتے ہیں کہ جن تک ہم با آسانی اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اسلام احمدیت اور تمام ادیان کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کریں اور پھر ٹھوس بنیادوں پر دلیل کے ساتھ بات کریں۔ اس ذریعہ سے ہم مہدی علیہ السلام کے اُس قلم کو جو وہ نوع انسانی کے لیے چھوڑ گئے ہیں دنیا میں بانٹ سکتے ہیں۔ اور اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فوج ظفر مونج میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عام لوگوں اور مخالفوں کو خطوط

کے ذریعے قائل کرنا یا غلط

فہمیوں کو دور کرنا

آپ نے ایک موقع پر حضرت میر ناصر نواب صاحب[ؒ] یعنی اپنے خسر صاحب کو ایک خط لکھا جس میں مندرجہ ذیل نصائح فرمائیں:

”اعلاء کلمہ اسلام کی کوشش کریں، مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں، دین متنیں اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلائیں، آنحضرتؐ کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں، بھی جہاد ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے۔ (مکتب حضرتؐ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نام حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ)

دفعہ اسلام کے لئے آپ نے اپنے نمونے سے یہ بھی تحریک فرمائی کہ حق کی جگتو کرنے والے مہمانوں کے پر تشقیچ جوابات دیے جائیں۔ اس سلسلے میں آپ نماز کے بعد آنے والے مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیتے۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے لنگر کا آغاز فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؒ نے ایک بار ذکر فرمایا کہ انہوں نے ایک بار ہٹلر کی ایک مشہور زمانہ کتاب پڑھی تو ان کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنی کتاب میں غالباً نہ طور پر ایک مسلمان جماعت کی عیسائیت کے خلاف مساعی اور اسکی وجہ سے عیسائیت کی ہندوستان میں شکست کا ذکر کیا تھا۔ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ یقیناً جماعت احمدیہ کا تذکرہ ہے ورنہ اور کون سی جماعت اس وقت عیسائیوں کے خلاف ہندوستان میں متحرک تھی؟

قارئین کرام! میری عزیز بہنو! حضور ﷺ کی بعثت کے متعلق قرآن کا یہ فرمان

ہو، وہ اسلام کی تائید کے لئے کرے اور اس قلبی جنگ میں اپنی وفاداری دکھائے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 142)

مالی معاونت

اشاعت اسلام کے لیے مخبر حضرات کو خصوصاً اور ہر خاص و عام کو عموماً، مالی معاونت کے ذریعہ اس جہاد میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ جب 1889ء میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور سلسلہ بیعت کا آغاز فرمایا تو بیعت کی شرائط میں اس بات کو بطور خاص شامل کیا کہ ہر بیعت کنندہ اس بات کا عہد کرے کہ وہ ”دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔“ (تاریخِ حمیت جلد اول صفحہ 337)

اخبار اور رسالوں کا اجراء

حضرتؐ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے ہی قادیانی سے اخبار الہر کی اشاعت شروع ہوئی۔ 1905ء میں ریویو آف ریلیجنس انگریزی رسالے کی اشاعت شروع ہوئی تا انگریزی پڑھنے لکھنے والوں تک اسلام کی اصلی تعلیمات پہنچ سکیں۔

آپ نے فرمایا:

”ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھادے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 292)

رپورٹ جلسہ سالانہ کینیڈا 2014ء برائے خواتین

از فرخ دلدار صاحبہ

تلاوتِ قرآن پاک سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ محترمہ نائمہ اشرف صاحبہ نے سورۃ زمر کی آیات نمبر 2 تا 15 اور 8 سے 9 کی تلاوت کی۔ جن کا محترمہ خولہ سیال صاحبہ نے کیا۔ محترمہ شملہ محمود صاحبہ نے کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”ہے شکرِ رہبِ عز و جل خارج از بیان“ خوش الخانی سے پڑھا جس کا انگریزی ترجمہ نائمہ محمود صاحبہ نے پیش کیا۔ پھر Quran, an ultimate Reference Book یعنی قرآن ایک حصی ہدایت اور حوالہ جات کی کتاب کے موضوع پر کی۔

انہوں نے قرآن مجید کو پنالا جھ عمل مانتے ہوئے زندگی کے مختلف مسائل کا حل قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں بیان کیا اور اُسے ایک عظیم حصی ہدایت اور زندگی کے مصائب و مشکلات میں حوالہ جات کی کتاب کے طور پر روشناس کروایا۔ انہوں نے ہلکے ہلکے انداز میں اپنی روزمرہ کی خواہشات کو بیان کرتے ہوئے ان کا حل بھی ساتھ ساتھ قرآنی ریفیٹر کورس بک کے حوالے سے حاصل کر کے اطمینان پکڑنے کا طریق بتایا۔ مثلاً جیسے جلسہ کی آمد اور عید کی تیاری میں یا بازار پر برائذ اور ڈیڑا نئز کے کپڑوں کے مسئلے پر قرآنی آیات ”میانہ روی سے خرچ کرو اور تقویٰ کا لباس ہی سب سے بہتر ہے“ نے ان کو تسلی دی۔ اپنی ایک سیلی کو بطور نجی یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ کہیں جانبداری کا خیال نہ آجائے تو اس آیت نے انہیں صحیح طریق بتایا کہ ”اللہ تعالیٰ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے الصاف کو مغبوطی سے قائم کرو“۔ دوستوں کے

امتہ النور داؤد صاحبہ اور محترمہ ایمنہ سانی صاحبہ آف الگلینڈ تشریف فرمائیں۔

چھٹے سال کی طرح اس دفعہ بھی استیج کو قبلہ رخ بنایا گیا تھا تاکہ نمازوں میں سہولت رہے۔ ڈیوٹی پر موجود کارکنات مستورات کی راہنمائی کرتے ہوئے نہایت پیار و محبت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہی تھیں۔ رحماء بینہم کا نقشہ ہر طرف نظر آتا تھا۔ ہال کے تین اطراف اور استیج کے دائیں باعین کر سیوں کا انظام ٹا جبکہ درمیان میں بیٹھنے کی جگہ تھی۔ پردوں کے پیچے مختلف شعبہ جات کے

booth قائم کئے تھے جن میں فرست ایڈ، ہومیو پیتھی، مال، گشਦہ اشیاء کیلئے لوٹ ایڈ فاؤنڈ، عائشہ الیڈی، سٹڈے سکول، بکشال، خدمت خلق، سیکیورٹی، وائز سپلائی، صفائی، رشتہ ناطہ اور لجنة رابطہ کے سال شال تھے۔ جبکہ ہال کے اندر MTA، ٹرنسلیشن، تبلیغ ریسپشن، میڈیا اور پریس کے سال مختلف میزوں پر قائم تھے۔

20 جون۔ دوسرا دن بروز ہفتہ

جلسہ سالانہ کے دوسرا دن کی کارروائی کا پہلا اجلاس مردوں کی طرف سے Relay کیا گیا تھا۔ بروز ہفتہ شام 4 بجے خواتین کے اجلاس کی خصوصی نشست منعقد ہوئی۔ استیج پر محترمہ صاحبزادی امتہ الجمیل صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بیگم صاحبہ مولانا نذیر صاحبہ اور نیشنل صدر رجہنہ کینیڈا محترمہ امتہ النور داؤد صاحبہ رونق افروز ہوئیں۔ ساڑھے چار بجے زیر صدارت محترمہ صاحبزادی امتہ الجمیل بیگم صاحبہ بیگم امیر جماعت کینیڈا، محترمہ نیشنل صدر رجہنہ کینیڈا

اممال اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سایہ میں جماعتِ احمدیہ کینیڈا کا 38 وال سالانہ جلسہ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار 19 تا 21 جون ائمپر پورٹ کے نزدیک انٹر نیشنل سینٹر میں سا گا میں منعقد ہوا۔ یہ جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش بھا مقبول دعاویں کے ساتھ جاری فرمایا تھا۔ اور آج یہ جلسے تقریباً تیک ملک منعقد ہو کر ان دعاویں کی مقبولیت کی گواہی دیتے ہیں۔ امسال تقریباً 22 ہزار لوگوں نے جلسہ میں شرکت کی اور 21 ممالک سے 523 نمائندگان شامل جلسے ہوئے۔

تین دن کا یہ روحانی جلسہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ جمعۃ المبارک کے خطبے سے شروع ہوا۔ نیشنل امیر صاحب کینیڈا محترم ملک لال خان صاحب نے اپنے خطبے میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے ہوئے فرمایا کہ جلسہ کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے میں ہے جو اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔

بعد نماز جمعہ عصر کھانے کا واقفہ ہوا اور اس کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ یہ سارا پروگرام مردانہ جلسہ گاہ کی طرف سے ریلے کیا گیا۔ جلسہ گاہ مستورات میں یہ سارا پروگرام نہایت خاموشی اور وقار سے سنا گیا۔ مکمل ڈسپلین تھا۔ استیج پر محترمہ صاحبزادی امتہ الجمیل بیگم صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امتہ الطیف بیگم صاحبہ بیگم امیر جماعت کینیڈا، محترمہ نیشنل صدر رجہنہ کینیڈا

کینیڈا محترمہ امتہ النور داؤد صاحبہ تشریف فرماء ہوئے۔

محترمہ عابدہ منصور ملک صاحبہ نے سورۃ زمر کی آیات 15 تا 19 کی تلاوت و ترجمہ کرتے ہوئے اجلاس کی کارروائی کا آغاز کیا۔ جس کی انگلش ٹرانسلیشن محترمہ ذکیرہ چودھری صاحبہ نے کی۔ محترمہ مریم اقبال صاحبہ نے کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نظم ”بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے“ پڑھی جس کا ترجمہ انگلش میں محترمہ سمیرا ظفر صاحبہ نے کیا۔

توار شام کے اجلاس میں محترمہ ذاکر نورین سہیل صاحبہ نے رضاۓ الہی پر چلنے کے طریق کے متعلق ”بے توں میرا ہو ریں سب جگ تیرا ہو“ کے الہامی موضوع پر نہایت پیاری تقریر کی اور نفع نقصان سے عاری ہو کر خالص خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ یہ الہام کتنے پیارے طریق سے خدا تعالیٰ کی طرف بندوں کی توجہ کو مبذول کرواتے ہوئے کہتا ہے کہ عبادت ہی تمہاری زندگی کا مقصد ہے۔ ہم روزمرہ زندگی میں عبادت اپنی ضرور توں اور خواہشات کے حصول کیلئے کرتے رہتے ہیں مگر یہ عبادت خالص عبادت کی روح سے یکسر خالی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔“ لیکن اگر ہم یہ مقصد پورا ہی نہیں کرتے تو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خدا تعالیٰ کی طرف پہلا قدم اٹھانے کی شرط اپنا تزکیہ نفس کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے اسائے حصی کے صفات اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ نفس کی پاکیزگی شرائطِ بیعت پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ جس طرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی ہزاروں مقناطیسی طاقتیں صفاتِ حصی کی صورت میں پاکیزہ نفوس کو اپنے

سالانہ کا مقصد تزکیہ نفس یعنی اپنی اصلاح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ گناہ یادِ اللہ اور خدا تعالیٰ کی اطاعت سے محروم ہونے پر پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم اپنی اصلاح میں 100% کامیاب ہو جائیں تو ہماری لڑائیاں جھوٹے اور مقدمہ بازی، مال کی ہوں، ٹی وی اور دوسرے ذراائع پر بے ہودہ پروگرام دیکھنا۔ ایک دوسرے کے احترام میں کی اور بیچاڑی کی کوشش وغیرہ سب برائیاں ختم ہو جائیں۔ مومن حسین ہوتا ہے۔ ایک ایمان دار کو اُس کا عمل نہایت خوبصورت بنادیتا ہے۔ جھوٹ اور بد نعمی دو ایسے گناہ ہیں جو اتنے فساد پیدا کرتے ہیں جن کی حد نہیں۔ چھوٹی برائیاں ہی آگے چل کر بڑی عریت بن جاتی ہیں اگر ہم کہیں سے پڑھمت بات یا خطاب سنیں تو اُس پر عمل کریں۔ نہ کہ بھول جائیں۔ یہ تقاریر آپ کو جگانے کا ایک بہانہ ہیں۔ جب بھی وعظ ہو رہا ہو تو اُس کا مخاطب اپنے آپ کو ہی سمجھنا چاہیے۔ محترمہ صدر صاحبہ نے تزکیہ نفس کیلئے کثرت استغفار پر بہت زور دیا کیونکہ استغفار روحانی دروازے کی چاپی ہے۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے کہا کہ آج سب ہبھنیں عہد کریں کہ آج جلسہ سالانہ ختم ہوتے ہی ایک برائی چھوٹنے کی پوری کوشش کریں گی تاکہ اصلاح نفس کا آغاز کر سکیں۔

محترمہ صدر صاحبہ کی اس تقریر کے ساتھ ہی لجنة کا خصوصی اجلاس اختتام پذیر ہوا اور اُس کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے کارروائی Relay کی گئی۔ 21 جون بروز التواریج نہایت ہے، ان کے تدارک کیلئے سماجی برائیوں پر جہت سے انتہائی قیمتی اور تربیتی نصائح سے نواز۔ انہوں نے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کے بتائے ہوئے لاحق عمل پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ یقیناً جلسہ سالانہ کا مقصد یہ نہیں کہ صرف اکٹھے ہو کر تقریریں سنی جائیں اور پھر بغیر عمل کے اگلے جلسہ سالانہ کی آمد کا انتظار کیا جائے۔ بلکہ جلسہ

انتخاب میں اس آیت نے ان کی مشکل آسان کی کہ ”ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو کھیل اور تمثیر بنا رکھا ہے۔“ اسی طرح والدین کی خدمت، خاوندوں کے بارے میں شکایات، لاثری کے ٹکٹ، ہم جنس پرستی، ستاروں کی چال وغیرہ کے چھوٹے بڑے مسائل کو انہوں نے اسی انداز میں قرآن کریم کو ہوالوں کے ساتھ ایک نئے انداز سے بیان کیا جو کے دلچسپ اور موثر تھا۔ انہوں نے آخر میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے جب ایک صحابی کو کہیں انتظامی امور کیلئے بھیجا تو اُس سے فیصلوں میں قرآن و حدیث سے راہنمائی لینے کیلئے کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چشمہ معرفت میں کہا کہ ”اب انسان کو قرآن مجید کے بعد کسی کتاب کی کوئی حاجت نہیں رہی۔“

اس اجلاس کی دوسری اہم تقریر نیشنل صدر لجنة کینیڈا محترمہ امتہ النور داؤد صاحبہ کی تھی۔ انہوں نے اپنی انگلش Self تقریر Reformation, a Pathway to the Love of Allah یعنی تزکیہ نفس مجتبی اللہ کی کنجی ہے ”کے موضوع پر کی۔

فضل مقررہ نے اپنی جامع اور پر حاصل تقریر میں ہر قسم کی معاشرتی و سماجی برائیوں پھر گھل کر روشنی ڈالتے ہوئے، ان کے تدارک کیلئے سماجی برائیوں پر جہت سے انتہائی قیمتی اور تربیتی نصائح سے نواز۔ انہوں نے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کے بتائے ہوئے لاحق عمل پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ یقیناً جلسہ سالانہ کا مقصد یہ نہیں کہ صرف اکٹھے ہو کر تقریریں سنی جائیں اور پھر بغیر عمل کے اگلے جلسہ سالانہ کی آمد کا انتظار کیا جائے۔ بلکہ جلسہ

پر چلتے ہوئے شکر گزاری، عاجزی اور ضبط نفس اختیار کرتے ہوئے اخروی زندگی کی تیاری میں لگے رہنا اور اپنے فرائض کی ادائیگی کیلئے ایک اچھی بیوی اور ماں بننے کیلئے گھر بیلو امور میں بہترین صلاحیت پیدا کرنا ہے تاکہ عائلی زندگی بہترین رنگ میں تکمیل پاسکے۔ وقت کا بہترین استعمال کرتے ہوئے زندگی کے ہر شعبے میں کامیاب لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ بھی ایک اچھی مشغول راہ ہے۔ اس کے علاوہ زمانے کے ساتھ قدم ملا کر چلتے ہوئے بہترین شیخالوی کا استعمال سیکھ کر بہترین قلمی جہاد میں حصہ لیتا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر آخرت کو اپنا مطمئن نظر سمجھتے ہوئے اپنی زندگی کو دینی اور دنیاوی طریق پر پاکیزہ اور فعال بناتے ہوئے خدا تعالیٰ کی محبت اور عبادت میں گزارنا ہے۔

خواتین کے اجلاس کی پانچویں تقریر نہایت پُر مفرغ، جامع اور دلچسپ تھی۔ تقاریر اور نظموں کے دوران خوبصورت گرافیکس ان کو چار چاند لگاتے رہے۔ اس تقریر کے بعد تعلیمی ایوارڈز کی تقریب اسناد اور عائشہ اکیڈمی کی کامیاب طالبات کی گرجویشن ایوارڈز کی تقریب منعقد ہوئی۔ جن میں بہترین تعلیمی ریکارڈ رکھنے والی بچیوں میں ایوارڈ تقدیم کئے گئے۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم محترمہ امتہ السلام ملک صاحبہ نے 62 لاکھوں کے نام پیش کئے جن کو محترمہ صاحبزادی امتہ الجمیل بیگم صاحبہ کے ہاتھ سے ایوارڈ لینے کا شرف حاصل ہوا۔

اس سال لجنة کی بہت مقبول، فعال، مخلص اور قابلی شخصیت ہستی محترمہ تانیہ خان صاحبہ مر حومہ کی یاد میں ایک ہزار ڈالر کا تعلیمی اسکالر شپ جاری کیا گیا جو ہائی اسکول کی بہترین گرجوایث طالبات کیلئے تھا۔

اس کے ساتھ ہی عائشہ اکیڈمی کی طالبات

ہے۔ جماعت اور خلافت سے جڑے رہنا ہی ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے میں مدد دیتا ہے۔ خلافت ہماری پیچان ہے جو ہمیں 70 فرقوں کے بر عکس بھڑکنے سے بچا رہی ہے۔ ہماری ایک اور اچھی پیچان اچھی بیوی کی ہے جو مغرب کے ان خیالات کے بر عکس (کہ عورت کے پیچھے آنسو بہانے والی مظلوم مخلوق ہے) احمدیت کے جھنڈے تلتے ہمیں ہمارے ساتھیوں کے ساتھ شانہ بشانہ اچھی زندگی گزارنے کے اصول بتاتی ہے۔ اسلام ہمیں علم حاصل کرنے اور اس کو عملی طور پر لاؤ کرنے کی پوری اجازت دیتا ہے۔ اسی طرح قرآن شریف ہماری پیچان ہے جو مضبوط اسلام کے قلعے میں رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ آج کل کا جہاد اسلام کی صحیح پیروی کرنے اور اپنے کردار اور اطوار سے اس کی تعلیم دوسروں تک پہنچانا ہے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر محترمہ ڈاکٹر امۃ القدوں فرحت صاحبہ کی تھی۔

ڈاکٹر فرحت صاحبہ نے روزمرہ زندگی میں کامیابی کے واس اصول بتاتے ہوئے ایک مختصر مگر جامع تقریر کی جس میں زندگی گزارنے کافن سیکھنے کیلئے مختلف اصول و ضوابط ایک نئے اندازیت یہ قرآن و حدیث کے حوالہ جات سے ہم آہنگ کرتے ہوئے بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کے کامیابی کے اصولوں میں ایک مومن کیلئے اپنے آپ کو پاک کرتے ہوئے اللہ سے ڈرتے ہوئے اور تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اللہ کے گروہ میں شامل ہونے میں ہے۔ جبکہ دنیاوی طور پر اچھی صحت، سکون قلب، اعلیٰ مازمت، مال و دولت اولاد اور شہرت کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اس زندگی کو حسن طور پر گزارنے کیلئے سب سے پہلے خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاوں کی بہت اہمیت ہے۔ پھر بہترین صحت کے اصولوں

طرف کھیچتی ہیں اور وہ صفات ان میں بھی جاری ہونے لگتی ہیں۔ مثلاً آپ تحمل مزاج بہوں کر سرال کی بد سلوکی کو نظر انداز کرتی ہیں تو خدا کی صفتِ عفویت آپ پر طاری ہو جاتی ہے۔ کسی کی بد اخلاقی پر پردہ پوشی کرتی ہیں تو صفتِ ستاری سے حوصلہ پاتی ہیں۔ دکھی پڑوں کی دلجوئی کرنے سے صفتِ روف آپ میں پیدا ہوتی ہے۔ غرضیکہ جتنا ہم خدا تعالیٰ کی صفت پر غور کریں گے ہم خود بہ خود نمازی بن جائیں گے۔ یعنی جو دل پہلے لوگوں کی دلجوئی پر الجھا رہتا تھا اب خدا تعالیٰ سے تعلق کے ساتھ پر سکون ہو کر تقویٰ کی راہوں پر چل لکے گا۔ خدا تعالیٰ کی خالص عبادت دنیا میں بہشت عطا کرے گی۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر الگش میں محترمہ صائمہ شاہ صاحبہ نے کی تھی جن کا موضوع Keeping my Identity in Today's Society تھا۔

انہوں نے اپنی شاخت آج کل کی سوسائٹی میں منوانے کیلئے کئی اصول بتاتے ہوئے کہا کہ موجودہ معاشرے میں آپکی انفرادیت یہ نہیں کہ آپ خود کیا ہیں بلکہ یہ ہے کہ سوسائٹی میں آپ کا کیا حصہ ہے۔ آج کل ہر ملک میں مسلمان عورتوں کیلئے اپنی پیچان قائم رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ آپ کی سب سے بڑی پیچان یہ ہے کہ آپ پوری طرح سے خدا سے مجڑ جائیں اور سمعاً و اطعنا کی مکمل تصویر بن جائیں۔

پر دہ بھی مسلمان عورت کی پیچان ہے۔ یہ ہماری منزل اور جادہ ہے کہ ہم اپنے صحیح عمل سے اسلام کا صحیح پیغام دنیا تک پہنچائیں۔ اسی طرح احمدی ہونا اور اس پر کامل یقین رکھنا ہماری پیچان

کی وسعت اور ترقی کا تازہ نشان بننا۔ الحمد للہ۔
نہیں دنیاداری کے میلوں سے نسبت
روحانی خزانہ نئیں یہ جلسے
فضائیں ہیں معمور ذکرِ خدا سے
لئیں معارف کے مخزن یہ جلسے

۷۷...۷۸

نظم

ڈاکٹروں کی تعلیم۔ مارکھم

اپنی تلاش میں میری ذات اک سفر
ڈھلوان زندگی کی خدار رہگزر
اک جتوں کی جوت من میں لگی رہی
سینے میں میرے شوق کا بھڑکتا رہا شر
سہل کہاں دستورِ محبت کے نبھانے
کرنا پڑے بارہا خود پر یہ جبر
تیرے حسین خیال نیندوں میں گھل گئے
لوری سی تیری یاد رہی رات ساتھ بھر
اگتے گئے پیار کے خود رو پھول آپ ہی
دل کی زمیں میری کچھ نہ ہے اسقدر
پھولی سانس پیچھے بھاگتے بھاگتے
تگ آکر کاٹ ڈالے پھر خواشوں کے پر
سراغ اپنا نہ پاسکی نشان تیرا جا بجا
مسافت طویل پھر آخر ہو گی منخر
تیرے ہی نور کی ہو ذہن میں ضیاء
ہو تیرا فیض میرے ہاتھوں میں جلوہ گر

کیا گیا جس میں بچوں اور ماوں کی ہر طرح کی
سہولت کا انتظام تھا۔
ضیافت کا انتظام بھی نہایت اعلیٰ تھا۔ جہاں
مجموعی طور پر آٹھ ہزار لوگوں کو کھانا کھلایا
گیا۔ بزرگ خواتین اور VIP مہمانوں کیلئے بھی
علیحدہ جگہ تھی۔

قلقی کے سال 3 جگہ پر تھے مگر پھر بھی کم
تھے۔ اس دفعہ 8 ہزار ڈالر کی قلقی فروخت ہوئی۔
شعبہ صفائی کی ناظمہ اور ان کی کارکنات جس طرح
ایک خاص جذبے کے تحت یہ ڈیوٹی ادا کرتی ہیں
خدا تعالیٰ انہیں بہت جزاۓ خیر دے۔
جلسہ سالانہ میں وقفہ کے دوران سب سے
زیادہ معروف جگہ بک سال کی تھی۔ جہاں اس
دفعہ 13 ہزار ڈالر کی کتب فروخت ہوئیں۔

ہو میو پیٹھی کلینک میں 750 مریضوں کو
دیکھا گیا اور feed back کیلئے معلومات اور
ایڈریس کی چٹ بھی دی گئیں۔ فرست ایڈ کے
سالانے لوگوں کی ہر ممکن مدد کی۔

ٹرانسنسیشن کے شعبے میں 475 ہیڈ سیٹ
تیسیم کئے گئے اور فرنچ میں بھی ترجمے کی سہولت
مہیا کی گئی۔ اس دفعہ پہلی دفعہ میڈیا کا شعبہ جلسہ
سالانہ پر متعارف کروایا گیا جس نے بہت اچھی
کارکردگی کھائی۔

18 اخباروں اور ٹی وی چینیلز نے آکر
کورٹج دی جن میں 24 TV, Omni, CBC, CP24
اور Toronto Star, Metro, 680 News شامل ہیں۔ سب نے
بہت مثبت تبصرے کئے اور کورٹج دی۔

اس سال تقریباً 8 ہزار خواتین نے جلسے
میں شرکت کی۔ خدا تعالیٰ کا بے حد شکر اور احسان
ہے کہ یہ جلسہ سالانہ کامیابی سے برکتوں اور
رحمتوں کے خزانے لٹا کر اختتام پذیر ہوا اور جماعت

کی پہلی تقسیم اسناد بھی منعقد ہوئی۔ ”مبشرہ“ ڈگری
حاصل کرنے والی پہلی پانچ طالبات کو ایوارڈز دیئے
گئے۔ اس کے علاوہ ایک سالہ کورس مکمل کرنیوالی
طالبات کو بھی استادی گئیں۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے حاضرین
جلسہ کی خاموشی، صبر اور تعاون کا شکریہ ادا کرتے
ہوئے تمام کارکنات کی کوششوں کو بے حد سراہا
جنہوں نے آن تھک محنت کی۔ انہوں نے کہا کہ
امید ہے آپ کو سہولت کے ساتھ جلسہ سنبھلے کی
 توفیق ملی ہو گی۔ انہوں نے خصوصی طور پر شعبہ
صفائی کا شکریہ ادا کیا اور تاکید کی کہ زندگی کے ہر
شعبے میں صفائی سُتھرائی کا خاص کامیال رکھیں۔
اس کے ساتھ ہی لجئنے کے اجلاس کی
دوسری نشست اپنے اختتام کو پہنچی۔

شعبہ تعلیغ میں تینوں دن مجموعی طور پر
84 مہمان آئے۔ Immigration کے کیس
کرنے والی مشہور وکیل لیزا روزن بلاٹ بھی اپنے
چار سٹاف ورکرز کے ساتھ تشریف لائیں اور سب
سے فردا فردا آبادات کرتی رہیں۔

دو مہمان خواتین اینجلا گراہم اور جینیفر
سپلیٹن نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ
”یہ بہت منظم جلسہ ہے جو کہ مختلف
قوموں اور مذاہب کو اسلام کے بارے میں
معلومات دیتا ہے۔ احمدیہ کیوں نہیں سے ہم بہت متاثر
ہوئے ہیں۔ جنیفیر نے کہا کہ میں نے محبت اور
اخوت کے ماحول میں اسلام کو ایک نئے زاویے
سے دیکھا ہے جو خدا تعالیٰ کی تلاش کے راستے کو
آسان بنادیتا ہے۔“

ہر سال کی طرح اس دفعہ بھی لوگوں کیلئے
مزید آرام دہ ماحول بنانے کیلئے نئی کوششیں کی
گئیں۔ جن میں بچوں کیلئے علیحدہ داخلے کا دروازہ،
ہال اور کھانے کیلئے کھلی جگہ کی فرائی کا بندوبست

توضیح مرام

اہم مضامین از کتاب حضرت مسیح موعودؑ

1- یوحنًا (جن کے لئے ایلیا یا الیاس کے نام بھی استعمال کئے جاتے ہیں)

2- مسیح ابن مریم (جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہا جاتا ہے)

اہم سوال

دو انبيوں کے زندہ آسمان پر جانے اور کسی زمانہ میں زمین پر اترنے کا تصور تو موجود ہے۔ مگر انجلیں کے مطابق یحییٰ بن زکریا کی پیدائش کی صورت یوحنًا کے واپس آنے کا واقعہ تو ہو چکا۔ یہاں یہ سوال جنم لیتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم کا بالکل اسی طرز پر واپس آنا کیوں یقین نہیں کیا جاتا؟ یا ایسا ہونا کیوں ممکن نہیں؟ یا پھر یہ کہ حضرت مسیح کا یہ ارشاد ہی نعمۃ باللہ درست نہیں کہ ”یوحنًا جو آنے والا تھا ہی ہے چاہو تو قبول کرو“ (روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 52)

دلچسپ امر تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فتحِ اسلام میں مسلمانوں کی حالت زار کاذک اور ان حالات میں ایک ایمان کی تعلیم دینے والے کی ضرورت بیان کرنے کے بعد اپنے دعویٰ کا اس طرح ذکر فرمایا۔ ”مسیح جو آنے والا تھا ہی ہے چاہو تو قبول کرو۔“

(روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 10)

نزول مسیح سے مراد

جس طرح یحییٰ کی صورت میں زکریا کو ملنے والا اپنیا نبی صفات کا حامل تھا جو حضرت الیاس

کتاب کا نام

حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا ”توضیح مرام“ (تذکرہ صفحہ 138)

گویا یہ الہامی نام ہے۔ توضیح کہتے ہیں ”وضاحت“ کو اور ”رام“ کا مطلب ہے۔ دعا، مقصد یا مطلب گویا توضیح مرام کا مطلب ہوا مقصود کی وضاحت

سرور ق کے اشعار

فتحِ اسلام اور توضیح مرام دونوں کے سرور ق پر درج یہ اشعار کافی حد تک کتاب کے مواد کو ظاہر کر دیتے ہیں
کیا شک ہے مانے میں تھیں اس مسیح کے جس کی مہماںت کو خدا نے بتا دیا حاذق طبیب پاتے ہیں
تم سے یہی خطاب خوبیوں کو بھی تو تم نے سمجھنا دیا
(تذکرہ صفحہ 136)

مسیح ابن مریم کے بارے میں عیسائیوں

اور مسلمانوں کا عقیدہ

مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی تدریخت اور ملک طور پر سمجھادیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف اور طالب حق کی تسلی کے لئے کافی ہو۔ (روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 52)

(روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 51)

زندہ آسمان پر جانے کا تصور

بانک، احادیث اور دیگر کتب میں زندہ آسمان پر جانے کا تصور دو انبياء کے لئے ہے۔

پس منظر

حضور اقدس علیہ السلام نے شیلِ مسیح کے بارے میں فتحِ اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوهام تحریر فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں ”اس رسالہ کے ساتھ دو اور رسالے تحریر کئے گئے ہیں جو در حقیقت اسی رسالہ کے جزو ہیں۔“

(روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 48)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہاما خبر دی ”مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدَ اللَّهِ مَفْعُولًا۔ آئُتَ مَهِيَّةً وَأَنْتَ عَلَى النَّحْقِ الْمُبِينِ آئُتَ مَصِيرَةً وَمَمِينُ لِلْحُكْمِ“ (تذکرہ صفحہ 148)

مقصد تحریر

1- حضور اقدسؐ کے دعویٰ کی مخالفت تولازی امر تھا لہذا آپؐ نے ضروری جانا کہ ”آپؐ ہی ان کو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھادیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف اور طالب حق کی تسلی کے لئے کافی ہو۔“ (روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 52)

2- عیسائیوں کی کوششوں کے نقطہ عروج تک پہنچ جانے کے نتیجہ میں جو مسلمانوں نے ترکِ اسلام کر کے عیسائیت کو قبول کرنا شروع کر دیا تھا یہ ایسا لمحہ فکر یہ تھا جس پر بند باندھنا بہت ضروری ہو گیا تھا۔

مسیح علیہ السلام کی وفات کا واضح ذکر موجود ہے۔ اسی بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ کتب کے تیرے حصہ (ازالہ ادھام) میں فرماتے ہیں

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقان سر بر
اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

(روحانی خزانہ جلد 3 صفحہ 513)

وہی اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے

وہی اور الہام کا دروازہ نہ بند ہوا ہے اور نہ ہی کبھی بند ہو گا۔ جس نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے وہ صرف نبوتِ تامہ ہے۔ اور اس کے مصدق آنحضرت ﷺ ہیں۔ مگر اس انسان کامل کی اقتداء میں ملنے والی نبوت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اسی جزوی نبوت کو دوسرے لفظوں میں محدث شیخ کہا جاتا ہے۔

انسانِ کامل کا مقام و مرتبہ

قرب اور محبت کے تین مراتب بتا کر آنحضرت ﷺ کی برتری کو ثابت کیا ہے۔ یہ تو وہ مرتبہ ہے جس کے ظہور کے لئے گزشتہ انبیاء نے خدا تعالیٰ کے ظہور کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ۱۔ ابدی اور درجہ جو صاحبین کا درجہ ہے۔

۲۔ دوسرا درجہ جسے حضور علیہ السلام نے روح القدس کے نام سے پکارا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی درجہ میں شامل ہیں۔

۳۔ تیسرا اور سب سے ارفع درجہ روح امین ہے۔ اور یہ وہ درجہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے

۴۔ صلیب کو توڑے گا۔ (صلیبی مذہب کا بطلان ثابت کرے گا)

۵۔ جزیہ کو اٹھائے گا۔ (تکوار کی جنگ کی ضرورت ہی نہ رہے گی تو جزیہ کس سے لیا جائے گا)

۶۔ خنزیر کی عادت رکھنے والوں کو اس کے روشن دلائل گھاٹل کر دیں گے (گویا وہ خنزیروں کو قتل کر دے گا)

مندرجہ بالا امور کو انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی سچائی ثابت ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ آپؐ ہیں مشیل مسیح ہیں۔

عیسائیت کا دعویٰ برتری

عیسائیوں کے برتری کے دعویٰ کی بنیاد یہی عقیدہ ہے کہ ان کا نبی توزنہ آسمان پر موجود ہے جبکہ مسلمانوں کے نبی سردار دو عالم وفات پا کر زمین میں دفن ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے مطالبه کیا گیا تھا کہ سب کے سامنے آسمان پر جا کر واپس آئیں تو جواب ملتا ہے ”قلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ“ تو جو چیز نبیوں کے سردار، شاہ دو عالم کو بتائی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی حیکما نہ شان ایسے مجذبات کو دکھانے سے بہت بلند ہے جن سے ایمان بالغیب کی حکمت تلف ہوتی ہو۔ کم از کم مسلمانوں کو تو ایسے خیالات کا تصور بھی نہیں کرنا چاہیے۔

وفات مسیح

اس غلط تصور کا خاتمه مسیح کی وفات سے منسک ہے۔ اگر ان کو وفات یافتہ یقین کر لیا جائے تو یہ مسئلہ ہی ختم ہو جاتا ہے کہ کسی مسیح نے واپس آنا ہے۔ جہاں تک بائیبل کا تعلق ہے تو حضرت مسیح علیہ السلام تو خود ایک چور کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں ”آن تو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہو گا۔“ اور اگر قرآن مجید کو دیکھا جائے تو اس میں حضرت

یا یوحنائیل پائی جاتی تھیں۔ بالکل اسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے سے مراد آن جسی خوبیوں والے انسان کا آنا ہے۔ یوں بھی مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جنت میں داخل ہو جانے والا وہاں سے نکالا نہیں جائیگا۔ بائیبل تو صاف الفاظ میں حضرت مسیح کے جنت میں داخل ہونے کا ذکر کرتی ہے جبکہ قرآنی تعلیمات بھی تلقی کو جنت کا حق دار قرار دیتی ہیں۔ لہذا یہ خیال کہ حضرت مسیح جیسا تلقی انسان جنت میں داخل ہو جانے کے بعد نکلا جائے سرے سے قابل قبول نہیں۔

مشیل مسیح کون

۱۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد ”اس دن تمھارا کیا حال ہو گا جب ابن مریم تم میں اترے گا۔ وہ تمھارا ہی ایک امام ہو گا جو تم ہی میں سے پیدا ہو گا“ کی تشریع کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”یہ نام استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے ورنہ در حقیقت وہ تم میں سے اور تمھاری ہی قوم میں سے ایک امام ہو گا جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائے گا۔

(روحانی خزانہ جلد سوم صفحہ 56)

۲۔ مسیح اول اور مسیح ثانی کے حلیوں کا فرق جو احادیث میں ملتا ہے یہ ہے کہ وہ در میانہ قد، سرخ رنگ اور گلشنگریا لے بالوں والے تھے اور ان کا سینہ کشادہ تھا۔ (واقعہ معراج) اور آنے والے مسیح کو گندی رنگ، سیدھے اور کانوں تک لکھتے ہوئے بالوں والا انسان بتایا گیا ہے۔ (بالکل جدا جیلے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ذکر ایک نہیں بلکہ دو مختلف ہستیوں کا ہے)

۳۔ مشیل مسیح ایک مسلمان اور اسلامی شریعت پر عمل کرنے والا ہو گا۔

نازل نہیں کرتا ہو گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کمزوروں کو بھی اس فین سے محروم نہ رکھ کر یہ سمجھایا ہے کہ انسان کے اندر نیکی کی راہ موجود ہے۔ لہذا کوشش کر کے وہ بھی آگے قدم بڑھاسکتا ہے۔

فین روحانی کے زیادہ حق دار

یوں تو اس فین سے کسی کو بھی محروم نہیں رکھا گیا مگر جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں وہ اس روحانی فین سے زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کے اس نور سے لاپرواہ ہو کر انسان دیدہ و دانستہ بجات پانے کے طریق چھوڑ دے تو لازمی طور پر اپنے لئے سزاکا دروازہ کھول لیتا ہے۔ اور اگر قانون الہی کے مطابق تذکیرہ نفس کی طرف متوجہ ہو تو اس پر مخفی کمالات کی سچائی خود بخود کھل جاتی ہے اور وہ حق کو پالیتے ہیں۔

اویاء و انبیاء کے الہامات کی خصوصیت
بعض دفعہ بہت سے برے لوگوں کے بھی سچی خواہیں آجاتی ہیں مگر یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جبراہیلی نور کی روشنی توہرانی پر پڑتی ہے اور انسان جب اس سے حصہ پاتا ہے تو خدا تعالیٰ کے خوبیہ تصرفات کو کچھ کچھ دیکھنے لگتا ہے۔

مگر یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگوں کی خوابوں اور اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کی خوابوں میں وہی نسبت ہے جو جگنو کی روشنی کو سورج کی روشنی سے ہوتی ہے۔ یا ایک حرف جانے والے کو ایک عالم فاضل سے یا پھر ایک مرصعہ بنالینے والے کو مشہور شاعر سے ہو سکتی ہے۔

غافلین کو اس نعمتِ غیبی کے دیے جانے میں حکمت
ائشافت غیبی کے سلسلہ کے ہمیشہ جاری رہنے کے ثبوت کے طور پر غافلین کو بھی اس نعمت سے حصہ دیا جاتا ہے تا دیکھنے والے یہ جان لیں کہ خدا تعالیٰ نے کمزوروں کو بھی اپنے اس روحانی فین سے محروم نہیں رکھا تو اپنے نیک بندوں پر کیا کچھ

علاوہ کسی کو نہیں ملا۔ آپ کا مقام وہی ہے جس کے مظہر کے ظہور کو گزشتہ انبیاء نے بھی اپنی اپنی پیشوں یوں میں خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے۔

تفسیر سورۃ الشمس

اس سورۃ کی آیات کی تفسیر کے حوالے سے انسان کی فرشتوں، اجرام فلکی اور دوسری تخلیقات پر برتری بیان فرمائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ”ان آیات پینات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ خداوند کریم نے انسان کو سب مخلوقات سے بہتر اور افضل بنایا ہے اور ملائک اور کو اکب اور عناصر وغیرہ جو کچھ انسان میں اور خدا تعالیٰ میں بطور سائٹ کے داخل ہو کر کام کر رہے ہیں ان کادر میانی واسطہ ہونا ان کی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا۔“ (روحانی خزانہ جلد سوم صفحہ 85)

ملائکہ کا تصور اور ان کی ذمہ داریاں

نہ صرف انسان بلکہ کائنات میں موجود ہر چیز کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ضروری ہے۔ اور یہ ذمہ داری ملائکہ ادا کرتے ہیں۔ تمام ملائکہ کا ایک ہی کام نہیں بلکہ ہر ایک فرشتہ کی علیحدہ علیحدہ ذمہ داریاں ہیں۔ سب سے اہم اور عظیم الشان فرشتہ جریل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ہونے والے الہام، کشفی نظارے، سچی خواہیں وغیرہ کا تعلق جبراہیل کی خدمات سے ہے۔ وہی کے حوالہ سے جبراہیل کے تین کام ہیں۔
1- انسان کے نطفہ کی حالت میں اس میں الہام خاصیت کا پیدا ہونا۔

2- روح القدس یا اس کی تصویر، یعنی الہام کے نور سے منور ہونے کا ملکہ پیدا ہونے کے نور کا عس (یعنی نیک انسان کے دل میں اس نور کو پہنچانا۔

3- الہام کو دل کے کانوں تک پہنچانا

یہ نسخہ آزمالینا

از

امته الباری ناصر صاحبہ

جو بے قراری ہو یہ نسخہ آزمالینا خدا کے ذکر سے دل اور زبان سچالینا غردوں کبر سے بچنے کا گر خیال آئے کسی غریب کو بڑھ کے گلے لگالینا بہت سمجھن ہے گزارا محبوتوں کے بغیر ان کو چھوڑ کر روٹھے ہوئے منالینا جو مال کم ہو تمنا ہو اور مل جائے تو کار خیر میں وہ بھی کہیں لگالینا کوئی بھی ساتھ نہیں رہتا اگر یہ ہو عادت ذرا سی بات پہلوں ہی بر امنالینا طریق اچھا ہے یہ رزق میں کشاٹش کا میسر آتا ہے جو شکر کر کے کھالینا جو شام ہو گی تو سورج کو ڈوبنا ہو گا چ اغ کوئی سر شام ہی جلا لینا اگر ہو فقر ضعیفی میں تہار ہنے کا تو کر کے خد متنیں مال باپ کی دعا لینا نہ آزمانا کسی کو نادر بہ در ہونا خود اپنے واسطے اک آشیاں بنالینا خدا کریم ہے تائب کو بخش دیتا ہے اسے خوش آتا ہے سائل کا سر جھکالینا

خواتین اسلام احمدیت کی ترقی میں کیسے خدمت کر سکتی ہیں

سعیدہ باسط بقہا پوری۔ احمدیہ ابوڈاہف پیس

شہر لدھیانہ میں چالیس مخصوصین سے بیعت لے کر ایک جماعت کی بنیاد رکھی اور اس کا نام جماعت احمدیہ رکھا۔ آپ فرماتے ہیں:-

”خد تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام زو حون کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں تو حید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نزی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“

(اویسیت صفحہ: 9)

جماعت احمدیہ خالصتاً ایک دینی اور مذہبی

جماعت ہے جو یعنی الدین و یقین الشریعة کے اعلیٰ مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کو اور بالخصوص اس کی خواتین کو ہر وقت چوکس اور بیدارہ کر اس امر کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ مغربی تہذیب و تمدن اور خیالات و افکار کا جو حصہ اسلام اور قرآن کریم کی تعلیمات کے منافی ہے آیا ہم یا ہماری آئندہ نسلیں کسی طور پر بھی اس سے متاثر تو نہیں ہو رہیں اور اگر ہو رہی ہیں تو ہم اس کے ازالہ کے لئے کیا کوشش کر رہے ہیں کیونکہ موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری اولاد کی تربیت ہے۔ زمانہ میں جو بھی زوچل رہی ہو اگر وہ ہمارے مذہب اور ہماری جدوجہد پر اثر انداز ہو رہی ہو تو اس کا ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آجکل جس دور اور ماحول سے ہم گزر رہے ہیں یہ حقیقت بہت ہی اہم اور

ممکن ہوا جب ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پیارا مذہب اور کامل شریعت لائے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں اور مردوں کے حقوق کے بارہ میں جامع، مکمل اور پیاری تعلیم عطا کی۔ ایسی تعلیم جس نے صدیوں کی دھنکاری ہوئی عورت کی عزت اور مکریم کو قائم کیا۔ یہ وہ اسلامی تعلیمات تھیں جو انسان کو درجہ درجہ ترقی دے کر کمالاتِ روحانی کے اعلیٰ ترین مدارج تک پہنچا دیتی ہیں۔ اسے انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان بنادیتی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اور تم میں سے خلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین اور مثالی سلوک کرتا ہے۔“

(حدیث الصالین۔ حدیث نمبر: 366)

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد

قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشرقی پنجاب ہندوستان کی ایک گمنام بستی قادیان میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ دعویٰ فرمایا کہ آپ وہی مہدی آخر الزمان اور مسیح موعود ہیں جن کے ظہور کی خبر حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دی تھی اور جس کے ذریعہ اسلام کا تمام ادیان باطلہ پر غلبہ مقرر تھا۔ غلبہ اسلام کی اس عالمگیر اور عظیم الشان مہم کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت 23 مارچ 1889 کو ہندوستان کے

لجنہ إمام اللہ احمدی عورتوں کی ایک عالمگیر انجمن ہے جس کی شاخیں نہ صرف ہندوپاکستان میں بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی موجود ہیں۔ اس انجمن کی محرک سیدنا حضرت فضل عربی حرم دوم حضرت سیدہ امۃ الحنفیہ بیگم صاحبہ تھیں جن کے دل میں طبقہ نسوں کی بلندی اور ترقی کا درد تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں 25 دسمبر 1922ء کو قادیان میں اس تحریک کی بنیاد رکھی گئی جس نے بعد میں میں الاقوامی اور عالمی صورت اختیار کر لی۔ لجنہ إمام اللہ کا قیام چونکہ عورتوں کی دینی، روحانی، علمی اور تربیتی بہبود، اصلاح اور ترقی و چلا کے لئے ہوتا ہاں لئے اس کے اغراض و مقاصد بھی یہی تھے کہ وہ اللہ، اس کے رسول اور اس کے پسندیدہ مذہب دین حق اور قرآن کریم کی تعلیمات کو دنیا کے اطراف میں پھیلائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر غالب کر دے خواہ مشرک بر امانتیں۔“ (سورۃ الصاف۔ آیت 10)

اسلام سے پیشتر عورت کے وجود کی کوئی قدر و قیمت نہ سمجھی جاتی تھی۔ اسے پستی کے ایسے غار میں پھینک دیا جاتا تھا جس کے بعد اسکے ارتقاء کی کوئی توقع نہ تھی۔ اسلام نے اسے زندگی کی راہ دکھائی اور سوسائٹی میں اسے ایک بلند مقام عطا کیا اور زندگی کی گھما گھمی اور نشیب و فراز میں مردوں کی طرح عورت کے اخلاق و کردار کو بھی اہمیت دی۔ یہ سب تب

جس کی تکہانی وہ قادر و توانا ہستی کر رہی ہے۔ وہ خدا جو واحد ہے اس نے اس جماعت کو بھی وحدت بخشی ہوئی ہے اور یہ جماعت اُس کے فضل سے ہر قسم کے بعض و نفاق اور افتراق و انتشار سے پاک ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت کے دلوں میں ایک عالمگیر اخوت کا ماحول پیدا ہو چکا ہے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ جماعت احمدیہ کو ایک عالمگیر امامت نصیب ہے۔ امام جماعت احمدیہ ہر احمدی سے بے انتہا شفقت اور مال بآپ سے بڑھ کر ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں اور ہر فرد جماعت اپنے امام سے بے پناہ محبت اور فاشعاری کا مضبوط تعلق رکھتا ہے اور ان کے ہر فرمان پر عمل کرنا اپنی زندگی کی سب سے بڑی سعادت تصور کرتا ہے گویا امامت اور افراد میں باہمی محبت و پیار کا ایسا رشتہ ہے جس کی مثال دنیوی رشتہوں میں نہیں ملتی جبکہ دوسرا دنیا آج اس نعمت سے محروم ہے۔ یہی وہ وجہات ہیں جن کی بناء پر جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی ترقیات نصیب ہو رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ بر طائقیہ پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

” خدا سے ایک ایسا گھر اتعلق ضروری ہے جس کے نتیجہ میں خدا کی صفات کے نقوش غیر وہ تک منتقل ہونے کی صلاحیت حاصل کر لیں۔ یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اُمتی و احد بنایا جاسکتا ہے کیونکہ صرف ایک خدا کی ذات ہے جس کے حوالے سے انسان ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو سکتا ہے۔۔۔ اپنی ذات میں خدا کو اُن تاریخی اور یہ کام آپ کے بس میں نہیں ہے سوائے محبت کے۔۔۔ وہ محنت جو انسان کو دنیا میں انقلاب برپا کرنے کے لئے چاہئے، وہ محنت محبت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔۔۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت کا سفر ایک ایسا سفر ہے جو آپ کو اپنے سوا کسی اور کی ہوش نہیں رہنے دیگا سوائے اس کے

احمدی خواتین ہونے کے ناطے ہماری ایک اور اہم ذمہ داری یہ ہے کہ ہم نے دنیا کو اسلام کا پر نور چھرہ دکھانا ہے۔ یہ تب ممکن ہے جب ہم خود اسلامی تعلیمات کو اپنائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ لجنہ امامہ اللہ کی پچاس سالہ تقریب پر خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

” اب زمانہ بہت بدل گیا ہے۔ ہمارے مذہ مقابل کو دنیا کے ایک حصہ پر سیاسی اقتدار مل گیا ہے ان کا اثر و سوخت بڑھ گیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں ان لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے مؤثر دلائل کا نیاز خیرہ اکٹھا کرنا پڑے گا۔ ان میں سے ایک را یہ ہے کہ ہم نے عاجزانہ دعاویں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں کو پا کر ایک زبردست مجاہدہ کرنا ہے کیونکہ دہریت کے مقابلہ میں عقلی دلیل اس لئے کامیاب نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی عقل دی ہے کہ وہ غلط بات کے لئے بھی تسلی پالینے والی دلیلیں ایجاد کر لیتا ہے۔ لیکن دنیا کی کوئی عقل مجھے کو چھوٹا ثابت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ پس آپ نے آسمانی تائیدات حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ دہریہ اقوام کو مجرموں دکھانے کے لئے تمہیں اپنے اوپر فنا کا جبکہ پہنچنا پڑے گا۔ فنا کی چادر اور اڑھنی پڑے گی تب جا کر اللہ تعالیٰ تمہارے وجود میں اپنے نور کے جلوے ظاہر کرے گا۔ تمہیں فخر اور کبر کی ضرورت نہیں۔ غرض جب اللہ تعالیٰ کے تائیدی نشانات ہمارے شامل حال ہونگے تب ہم ان قوموں کو توحید کا درس دے سکیں گے۔“

(خطاب بر موقع پیاس سالہ قیام لجنہ امامہ اللہ کی تقریب سعید۔ مؤرخ 18 نومبر 1972) (النماء۔ ستمبر تا دسمبر 2011) پس واضح ہو کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے پیچے وہ خدا تعالیٰ ہے جو تمام طاقتوں کا مالک ہے اور تمام وسائل جس کے تصرف میں ہیں اور یہ جماعت ایسا پوڈا ہے

نازک دور ہے۔ اگر اس وقت ہم نے اپنی حقیقی ذمہ داریوں کی طرف توجہ نہ دی اور اپنے طرز عمل کا خیال نہ کھاتا تو ہماری نسلیں ہمیں کبھی فراموش نہیں کر سکیں گی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”سب سے ضروری بات یہ ہے کہ عورتیں مذہب سے واقف ہوں، مذہب سے اُن کا تعلق ہو، مذہب سے انہیں محبت ہو، مذہب سے انہیں پیار ہو۔ جب اُن میں یہ بات پیدا ہو جائے گی تو وہ خود خود اس پر عمل کریں گی اور دوسری عورتوں کے لئے نمونہ بن کر دکھائیں گی اور اُن میں اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں گی۔“ (تقریر مستورات فرمودہ 6 اکتوبر 1917ء)

اسی طرح بر موقع العقاد لجنہ امامہ اللہ 1922ء کو عورتوں کی بڑھتی ہوئی ترقی کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

” اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم مل کر اپنے علم کو بڑھانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔ اور دین حق کے مختلف مسائل پر جو اس وقت کے حالات کے مطابق ہوں مضافیں لکھیں اور اجلاسوں میں پڑھیں تاکہ علم کے استعمال کرنے کا ملکہ اور جو ہر پیدا ہو۔ اپنے اخلاق اور رُوحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہیں اور صرف کھانے پینے تک اپنی توجہ محدود نہ رکھیں بلکہ ایک دوسرے کی غلطیوں کی چشم پوشی کی جائے اور صبر و ہمت اور پیار سے اصلاح کی کوشش کی جائے۔ جماعت میں وحدت کی رُوح قائم رکھنے کے لئے جو بھی امام وقت ہو اس کی تیار کردہ اسکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مندرجہ کر تماں کاروائیاں ہوں اور اتحادِ جماعت کو بڑھانے کے لئے ہمیشہ کوشش رہیں۔ پچھوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داریوں کو خاص طور پر سمجھیں۔“ (مصلح۔ فروری 1991ء)

ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے
ہو۔” (آل عمران۔ آیت: 111)

مسلم خواتین کے یہ وہ بلند اخلاق و کردار کے

نمونے ہیں جو دراصل روشنی کے وہ مینار ہیں جو
ہمارے مستقبل کو روشن بنانے میں مدد و معاون ہیں۔
اب ہم اُس پر بہار صدی میں داخل ہو گئے ہیں جس
کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور سے بے پایاں انوار و
برکات کے نزول کے وعدے کئے ہوئے ہیں جو اپنے
وقت پر قریب مدت میں پورے ہوں گے لیکن وقت
کا تقاضا اور امام کی پکار یہی ہے کہ ہم احمدی خواتین
اسلامی زندگی کے مطابق چیز گردانیں اور اسلام احمدیت
موت کو بے حقیقت چیز گردانیں اور اسلام احمدیت
کی سر بلندی کے لئے اپناسب کچھ قربان کر دیں تا ان
انعامات کی وارث بینیں جنکا وعدہ خدا نے کیا ہے کہ:

”یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے

نیک عمل کئے اور وہ اپنے رب کی طرف جھکے یہی وہ
لوگ ہیں جو اہل جنت ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے
والے ہیں۔ (سورہ حود۔ آیت: 24)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”یقیناً جاؤ کہ اللہ اُس وقت تک راضی نہیں
ہوتا اور نہ کوئی شخص اُس تک پہنچ سکتا ہے جب تک
صراط مستقیم پر نہ چلے۔ وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب
اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے اور ان
راہوں اور ہدایتوں پر عمل کرے جو اُس کی مرضی
اور منشاء کے موافق ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو
انسان کو چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے۔“

(البدر 31 اگست 1905ء ص 2۔ از تفسیر سورہ فاتحہ
صفحہ 287-288)

انختار ہے ترقی کی جانب قدم ہمیشہ
ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمت خدا کرے
(کلام محمود)

فرائض کو کہاں تک ادا کر پائے۔ آج دنیا اخلاقی
قدروں سے خالی ہے جو باہمی محبت و الفت اور امن و
سکینت کو جنم دیتی ہیں۔

آج دنیا کی فلاح کا راستہ ہمارے قدموں سے
ماپا جائے گا اور اُس کی نجات کی کنجی احمدی عورتوں
کے ہاتھوں میں ہوگی۔ ہمیں سارے عالم کو یہ بتانا اور
دکھانا ہے کہ آؤ ہماری طرف آؤ، یہی اور فلاح کے
راستے کی طرف۔ وہ راستہ وہ منزل جو قرآن مجید
، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و رَأْپُهُی کے
غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
بتائی ہوئی ہے۔ ہمیں اپنا جائزہ لیتا ہے کہ کیا آج ہم
احمدی عورت ہونے کے ناطے اپنے فرض کی ادا یعنی
کس صورت میں ادا کر رہی ہیں؟ آج ہمارے فرائض
بھی کل سے دو گئے ہو گئے ہیں۔ ہجرت وطن کے
طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمیں مادی اور روحانی لحاظ سے
وسائل سے لاد دیا ہے تو پھر کیا اس معاشرے کی چکا
چوند نے ہمیں دین سے دور تو نہیں کر دیا؟ آج ہم
سب احمدی خواتین نے مل کر مسیح وقت کی آواز اور
اُس کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانا ہے۔

احمدیت کی حسین تصویر بن کر اپنی نسلوں کی بے
مثال تربیت سے، اپنے ماحول کو دعاوں سے اور اپنے
عملی نمونہ کو تبلیغ ہتھیار کے طور پر پیش کر کے ہمیں
ایک واضح فرق ایک نمایاں حُسن اخلاق سے اسلام کی
فتح کی جنگ جتنی ہے۔ قرون اویٰ کی خواتین نے بے
مثال جرأت کے نمونے پیش کئے۔ اس زمانہ میں
خواتین مبارکہ کے ہر اوقل دستے نے ہر میدان میں
رسول خدا اور خلفائے کرام کا ساتھ دیا اور ثابت کیا
کہ ہم دنیا کے ظلمت کدہ کو اپنے پاکیزہ کردار، حُسن
گفتار اور بلند افکار کے ابدی انوار سے جگمگا سکتی ہیں

- جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-
”تم بیترین امت ہو جو تمام انسانوں کے
فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے

کہ آپ کی ذات میں وہ جلوہ ایسا چکے کہ دنیا اس جلوہ
سے خیرہ ہو جائے، دنیا اس روشنی کو محسوس کرنے
لگے۔ (خطاب مستورات بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ۔ مؤخر
27 جولائی 1991)

دراصل احمدیت کا پیغام انفرادی اور اجتماعی
طور پر اسلام اور عالم اسلام کی زندگی کا پیغام ہے۔ اس
کی ایک دلیل وہ شرائط بیعت ہیں جس کو تسلیم کر کے
ایک شخص جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہے
- حضرت خلیفة اٹسح الحامس ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
العزیز فرماتے ہیں:- ”پس ایک احمدی کی چاہے وہ
عورت ہے یا مرد پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے
عہد نجھائے اور جن شرائط بیعت پر ایک عورت اور
ایک مرد نے حضرت مسیح موعودؐ کی جماعت میں
شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے۔“
(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اپریل 2012)

پھر ایک جگہ فرمایا:
”آج ہم سب احمدی اس مسیح موعود کو مانے
کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ اس شخص کا ہاتھ بٹانے کا
دعویٰ کرنے والے ہیں جو ایمان کو شریا سے زمین پر لایا
۔ اس امام سے منسوب ہونے والے ہیں جس نے دین
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حالت میں دنیا کے
کونے کونے میں مسیح محمدی کے ذریعہ پہنچانے کی ذمہ
داری خود لی ہے۔ اور ہمیں فرمایا کہ تم بھی اس
لقدری الہی کا حصہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤ گا
“ (تذکرہ۔ صفحہ 381)۔ اگر ہم اس الہام سے والبستہ
لقدری کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے
اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں اور خدا کی خوشنودی
حاصل کرنے والے بنیں۔“
(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 فروری 2011)

پس وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ ہر گھری
اور ہر لمحہ جو ہمیں میسر ہے وہ ایک قیمتی محتاج ہے۔ اور
یہ گردشِ ایام ہمیں دعوت فرمدیتی ہے کہ ہم اپنے



پر دے کی اہمیت

عطیۃ الحیی عادل

پر دہ عورت و مرد کے درمیان خالص نفسی اصلاح ہے۔

پر دہ شیطانیت کے امکانات کو ختم کرتا ہے۔
پر دہ شرم و حیاء کو قائم کرتا ہے۔
بے حیائی کو ختم کرتا ہے۔

دو غیر جنسوں کے کو ملاب سے جو نفسی خواہشات جنم لے سکتی ہیں ان کو ختم کرتا ہے۔
پر دہ عورت کا وقار ہے۔

پر دہ عورت کے چہرے کا نور ہے۔
مرد کو بھی آنکھ کے پر دے یعنی نظریں پنجی کرنے کا حکم ہے۔

حضرت رسول ﷺ کے پاس ایک ناپنا صحابی آئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کو جھانک کر دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ عائشہ تم اس غیر شخص کو کیوں دیکھ رہی ہو؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا حضور ﷺ وہ تو ناپنا ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا اے عائشہ! تم تو ناپنا نہیں ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا واقعہ ہے۔ ایک خاتون تمام رات زیور سے لدی ہوئی اونٹ پر تھا سفر کرتی رہی لیکن کسی نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خواتین کو میں ہمیشہ نصیحت کرتا ہوں کہ پر دے کا لحاظ رکھیں۔ اگر آپ احمدی ہیں اور مہمان کے طور پر آئی ہیں تو جلسے کے دونوں میں آپ

عموماً اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔ اور اے مو منو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھوکوتا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

پر دہ عورت کی زینت ہے عورت کا یہ کام نہیں ہے کہ بے لگام اونٹ کی طرح سڑکوں پر گھومتے پھرے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کو گھر کی ملکہ بنانا کر مرد کو اس کا محافظ بنادیا اور مرد کو عورت پر قوام بنادیا گیا۔ پر دہ ترقی کی راہ میں ہر گز رکاوٹ نہیں۔ پر دے میں رہ کر عورتوں نے جو کام سر انجام دیئے ہیں اس دور میں مثال نہیں مل سکتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام سے کون واقف نہیں بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے علم و فضل کے مدح تھے۔ محدثین نے بھی ان کی علمی خدمات کو سراہا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ بیس سال کی عمر میں خاتون جنت کا درجہ پا گئیں کیا وہ باپر دہ نہ تھیں یا جب ان کی وفات ہوئی تو فرمایا میر اجنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ کسی کی نگاہ نہ پڑ سکے۔ یہ تھیں باپر دہ اور باحیا خاتون جن کے نام پر زمانہ آج تک فخر بیٹیوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے کرتا ہے۔

حضرت رابعہ بصریؓ جیسی مایہ عناز خاتون جن کے علم و زهد کا چچا آج تک ہر ایک کی زبان پر باقی ہے اور نیکی کی مثال ان کا نام لیکر دی جاتی ہے کیا باپر دہ خاتون نہ تھیں؟

اس پر آشوب زمانے میں جبکہ ہر طرف بے حیائی اور بے شرمی کا چچا ہے دینی اقدار کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور مغربیت کو اپنایا جا رہا ہے۔ ایک مسئلہ درپیش ہے وہ ہے، ”پر دہ“۔ آیا اس ترقی کے دور میں جب کہ عورت مرد کے شانہ بشانہ چل رہی ہے۔ کوئی آفس یا کوئی ادارہ ایسا نہیں جس میں عورت نظر نہ آئے۔ تو کیا پر دہ برقرارہ سکتا ہے تو آئیے ہم پر دے کے بارے میں سب سے پہلے قرآن کو دیکھتے ہیں جس نے پر دے کا حکم نازل کر کے پر دہ کو ہر دور میں ضروری قرار دیا ہے۔ سورۃ النور میں ہے کہ [24:32] اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں پنجی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریباں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے بیٹیوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بھائیوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹیوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے زیر نگیں بہنوں کے بیٹیوں یا اپنی عورتوں یا اپنے خاوندوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پر دہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں

صفائی ایمان کا حصہ ہے

سیدہ بشری شاہ - سکائون نارتھ

اسلام نے صفائی پر بہت زور دیا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ظاہری و باطنی صفائی سے نوازے۔ اپنا گھر توہر کوئی بہت صاف رکھتا ہے اور ہم سب اس صفائی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت اچھا صحت مند مقابلہ ہے۔ اگر آپ کسی کے گھر جائیں تو وہاں بھی گھر والوں کے ماحول کے مطابق ظاہری صفائی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً اپنے جوتے اتار کر وہاں ترتیب سے رکھیں اور بچوں کو بھی یہی عادت ڈالیں۔ بعض دفعہ بڑی دعوت پر جہاں زیادہ لوگ مدعا ہوں تو گھر والا تو مہماں داری میں مصروف ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ کڑھ رہا ہوتا ہے کہ گھر چھوٹا ہے اور جو توں کی مناسب جگہ نہیں ہے مگر بات مناسب جگہ یا چھوٹے گھر کی نہیں ہوتی بلکہ ہر آنے والے کافر ہوتا ہے کہ وہ اپنے بلانے کا حق ادا کرے۔ اور جو توں کو ترتیب اور اسکی مناسب جگہ پر رکھ دیں تو نہ صرف جگہ کھلی گئی بلکہ میزبان بھی خوش رہے گا۔

ہمیں اپنی جسمانی صفائی کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے۔ بعض دفعہ بہنوں کے ناخن بہت بے طریقہ سے لبے ہوتے ہیں جو کہ سخت خطرناک ہے۔ اگر پاؤں کا ناخن کہیں ٹھوکر لگنے سے ٹوٹ جائے تو بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ آجکل متنی کیور اور پیڈی کیور عام ہے یو ٹیوب پر بھی دکھاتے ہیں کہ آپ اپنے لیے وقت نکال کر ان چیزوں سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اگر اسکا وقت بھی نہ ہو تو ایک بالٹی میں مناسب گرم پانی میں تھوڑا سا سر کر اور بے بی شیپوڈ ال کر اپنے پاؤں اس میں آدھ گھنٹہ تک ڈبو کر رکھیں بہت اچھا مسان بھی ہو جائے گا اور ناخن بھی اچھی طرح سے کٹ جائیں گے۔ برش سے ناخن بھی سکرب کر لیں۔ پھر ویز لین لگا کر نیل پاش بھی لگا لیں۔ آپکو اپنے صاف پاؤں دیکھ کر اچھا محسوس ہو گا اور مجھے بھی دعا ہیں دیں گے۔

پر فرض ہے اور آپ کے ماں باپ پر فرض ہے کہ آپ کو سلیقے کے ساتھ چلنا پھرنا سکھائیں۔ اگر پر دے کی عمر نہیں بھی لیکن اتنی عمر ہو گئی ہے جو حقیقت کی عمر ہوتی ہے جہاں پر دہ پورا کرو نہ کرو درمیان میں اختیار ہوتا ہے اس عمر کی بچپوں کو خصوصیت کے ساتھ اپنے سر کو اور اپنی چھاتی کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے اور ڈھانپنے وقت بالوں کی نمائش نہیں ہوئی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آجکل پر دہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پر دہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پر دہ ہو گا تو ٹھوکر سے بچیں گے۔

(ملفوظات جلد اول ایڈیشن 1984 صفحہ 34)

اسلامی پر دہ سے ہر گز مراد نہیں ہے کہ عورت جیلخانہ کی طرح بند رکھی جائے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تھی فی الحال امور کے لئے پڑے اکو گھر سے نکانا منع نہیں ہے وہ بیٹک جائیں لیکن نظر کا پر دہ ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد اول ایڈیشن 1984 صفحہ 449)

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پر دہ کرے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتداء میں اسکی بھی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے۔

(ملفوظات جلد هفتم (7) ایڈیشن 1984 (صفہ 136))

لکھ میرا پوتا شاہ رخ عابد اہن عابد محمود نورین عابد کو سب کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور سب کی دعاؤں سے جامعہ احمد یہ کینیڈ اسے سات سال کی محنت کے بعد کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ دو اور بچے بھی کامیاب ہوئے ہیں۔ الحمد للہ ان سب کی کامیابی کے لئے اور خاص طور پر جماعت کے لئے باعث برکت ہو۔ اور ان کو صحت و تندرستی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق ملتی رہے۔ آمین ثم امین۔ خاکسار عابدہ محمود بریمپشن سینٹر

لکھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے ہمیں ایک بار کرت گھر عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لئے ہر لحاظ سے بارکت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری بیٹی کی بھی شادی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتے کو دونوں گھرانوں کے لئے بارکت اور حمت کا موجب بنائے۔ آمین۔ خاکسار شاھین کوثر بریمپشن سینٹر

شکر گزاری

از تبسم بشارت صاحبہ و نذر سر

ہیں۔ آنحضرتؐ لمبی عبادات بجالاتے حتیٰ کہ آپؐ کے پاؤں متور ہو جاتے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں پھر بھی آپؐ اتنی لمبی عبادات بجالاتے ہیں آپؐ نے جواب دیا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ آپؐ نے فرمایا جو لوگ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنے والے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن خاص مقام اور جھنڈا ہو گا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے جزا کم اللہ احسن الاجر اکی دعا دی گویا اس نے شکر کی انتہا کر دی۔ آپؐ نے فرمایا جب کسی پر احسان کیا جائے تو اس کا بدلہ احسان سے دیا جائے اگر احسان کی استطاعت نہ ہو تو اس احسان کا تذکرہ ہی شکر ہو گا۔ آنحضرتؐ موسم کی بارش کا پہلا قطرہ زبان پر لیتے اور خدا کے احسانوں کا شکر ادا کرتے۔ آپؐ ایک کتاب نعمت الباری لکھ رہے تھے جو آپؐ نے لکھنی چھوڑ دی آپؐ کو خیال آیا کہ میرے قلم میں یہ طاقت کہاں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکوں۔ اللہ کے احسان بارش کے قطروں کی طرح ہیں میں خدا کی نعمتوں کا کیسے شمار کر سکتا ہوں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؒ کی روایت کے مطابق حضرت امام جانؑ کی طرف حضرت مسیح موعود؏ یہ شعر لکھتے ہیں۔

ہے عجب میرے خدا میرے پر یہ احسان تیرا
کس طرح شکر کروں اے میرے سلطان تیرا
سر سے پاؤں تک ہیں الی تیرے احسان مجھ پر
مجھ پر بر سا ہے سدا فضل کا باراں تیرا
اللہ تعالیٰ ہم سب کو عبد الشکور بننے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین

عنایات کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ وہ بظاہر تھوڑی معلوم ہوں۔ حدیث میں آتا ہے **لَا يَشْكُرُ اللَّهُ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ**

ترجمہ: نہیں شکر کرتا اللہ کا جو نہیں شکر کرتا بندوں کا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص چھوٹی نعمت پر شکر نہیں کرتا وہ بڑی نعمت پر بھی شکر نہیں کر سکتا۔ اور جو بندوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔ جس طرح ہم پر اللہ کے حقوق ہیں اسی طرح اللہ کے بندوں کے بھی حقوق ہیں۔ ہم روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ یہ معاشرہ مختلف قسم کے افراد سے مل کر بتتا ہے۔ کوئی ہمارے لیے گھر بناتا ہے تو کوئی تازہ پھل اور سبزیاں مہیا کرتا ہے۔ ڈاکٹر ہمارا علاج کرتا ہے۔ کوئی مشکلات کے وقت ہمیں تسلی دیتے ہیں۔ بلکہ ان کو دور کرنے کا سبب بھی بنتے ہیں۔ غرض کہ سب لوگ ایک زنجیر میں بند ہے ہوئے ہیں لہذا ہمیں ہر وقت کسی نہ کسی کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اور جب ہم بندوں کا شکر ادا کرتے ہیں تو ہم اصل میں اپنے رب کا ہی شکر ادا کر رہے ہوتے ہیں جس نے لوگوں کو ہمارے مسائل حل کرنے کا وسیلہ بنایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 21 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت شاکر اور شکور کا تذکرہ کیا حضورؐ نے شاکر اور شکور کی لغوی تشریع کے ضمن میں بتایا کہ حضرت امام راغب فرماتے ہیں کہ نعمت کو مد نظر رکھنے اور اس کے اظہار کو شکر کہتے ہیں اور اسکی ضد کفر ہے۔ اس کے بعد حضور فرماتے ہیں کہ نعمت شکر کے ساتھ وابستہ ہے اور شکور ایسا بندہ ہے کہ جب اسے دیا جائے تو وہ شکر کرتا ہے۔

اور جب آزمایا جائے تو صبر کرتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے سے ادنیٰ لوگوں کے حالات پر نظر رکھی جائے تو دل میں تشكیر کے جذبات پیدا ہوتے

**رَبِّ أَوْزِعْنِيَ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الْيَقِيْنَ
الْعَمَّتَ عَلَى وَعْدِيْنَ وَالْمَعْنَى وَأَنْ أَغْمَلَ
سَالِحَاتَ زَفَرَةً وَأَصْلَعَ لَيْلَةً فِي لَوْيَقِنَ**

(سورۃ الاحقاف: 16)
قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے انعامات کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں اور یہ توفیق بھی عطا فرمائے میں ایسے نیک کام کروں جن سے تو راضی ہو اور میرے لیے میری اولاد کی اصلاح فرم۔

ہم جب اپنے چاروں طرف دیکھتے ہیں تو ہر سو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دکھائے دیتی ہیں۔ ہمارا اپنا وجہ داتھ پاؤں دل دماغ جس ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں ہر طرف اللہ زمین پر ہم رہتے ہیں غرض کہ کائنات میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہمارے رحمان خدا نے ہمیں بنانے لگے دی ہیں۔ روزمرہ زندگی میں کوئی شخص ہمارا کام کر دیتا ہے تو ہم اسکے مبلغور ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسکی نعمتوں کا کوئی شمار ہی نہیں ہم سب کو اسکا انتہائی شکر گزار ہونا چاہیے۔ شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ عبادات الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شکر ادا کرنے کے بہت سے طریقے بتائے ہیں جن میں ایک نماز ہے۔ لہذا ہم سب کو چاہیے کہ نماز سے کبھی غافل نہ ہوں۔

حضرت مسیح موعود؏ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دو صفات رحمان اور حیم الیسی ہیں کہ بغیر ان کے کوئی کام دنیا کا ہو یادیں کا انجام کو نہیں پہنچ سکلت۔ خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کا بہترین طریقہ اسکے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق عبادات کرنا ہے۔

آنحضرتؐ کی عبادات بعض احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جو شخص تھوڑے کا شکر نہیں کرتا وہ زیادہ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ لہذا ہمیں اپنے رب کی

آہ میرے والدین

فضیلت مسعود مہار صاحب

وائے ایسٹ میپل

میرے ابا جان محمد ابراہیم و راجح صاحب T.B.A. ایک الٰی حدیث کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

جب قادیان ضلع گورا سپور میں حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا کہ میں ہی مسیح الموعود ہوں جس نے چودھویں صدی میں آنا تھا۔ میرے ابا جان اور ان کے پچھا جان چوہری گلب دین نے اکثر خواہیں دیکھی تھیں کہ ایک نورانی چہرہ ہی اُنکی آنکھوں کے سامنے آتا تھا۔ ایک رات ابا جان نے بتایا تھا کہ کوئی بہت ہی خوبصورت بزرگ سفید کپڑوں میں ملبوس رات کو میرے پاس آئے اور صیحت کرنے لگے کہ آیت کریمہ پڑھو۔ اسی دن ہم نے پیڈل قادیان جانے کا پروگرام بنایا تقریباً 30 میل دور ضلع گورا سپور تھا۔ کوئی ذرا لمحہ آمد و رفت نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے بندے کو دیکھنے کا بہت جزوں تھا۔ قادیان پہنچنے تو اُسی وقت بیعت کی اور واپس لا رہا آگئے۔ جہاں ہائی اسکول رنگ محل میں نائب مدرس کی نوکری کرتے تھے۔ وہاں گھر لیا ہوا تھا اچھی خاصی تشوہ اور یوں شے اچھی گز رہو ہی تھی کہ ان کا بیٹا لا ہو رہی میں چھوٹی عمر میں وفات پا گیا۔ وہاں بیٹے کی میت کو لے کر اپنے گاؤں خانہ میانہ والی میں آگئے اور زندگی وقف کرنے کیلئے لکھا حضور کی طرف سے منظوری کی پھٹی آگئی High-I-T-I-School گھٹیاں میں استغفاری دے کر High-I-T-School کا پاس Join ہو گئے اور احمدیت کے پارے میں لوگوں کو روشناس کرتے تھے۔ ابا جان سخت محنت اور صوم صلوٰۃ کے پابند تھے اور خلافت سے دل وہاں جماعت کے معتبر لوگوں کی ایک کمیٹی تھی۔ انہوں نے ریاضہ منڈنٹ کے وقت فیصلہ کیا کہ ایک سال کا gap سروس میں ہے۔ ابا جان بہت خوش کہ میں نے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ دین کا کام ہے۔ پیش کیلئے نہیں۔ اسی طرح اسی جان نے سناؤ کہا کہ دولت اور شہرت کیا کرنی ہے۔ ہماری اولادی پیش ہے۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں سب اچھی تعلیم اور اعلیٰ عہد پر job کرتے ہیں۔ ابا جان نہایت صابر۔ محنت۔ خلافت سے دل و جان سے تعلق تھا۔ بہت سے واقعات سے پہنچتا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان اور بودہ جانے کیلئے وہ لکھنے بیتاب ہوتے تھے۔

(اقیمہ صفحہ: 26 پر)

مسجد دارالرحمت سنگ بنیاد سے سنگ میل تک

امۃ القدوں صائمہ - سکاؤن نار تھ

قریباً 25 سال قبل خدا تعالیٰ کا ایک پیارا بندہ جسے جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا یعنی

حضرت غلیفۃ الرانیہ کینیڈا کے دورہ پر تشریف لائے یہ 1989ء کا سال تھا۔ جب حضور نے سکاؤن میں ایک قطعہ

زمین پر مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب یہاں احمدیوں کے تقریباً 20 گھر آباد تھے۔ سردی اور برف کا رواج تھا۔

عموی آبادی بھی انتہائی کم تھی اس وقت خلیفہ وقت کا ایسے علاقے میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا ایسا ہی تھا جیسے حضرت ابراہیم

نے خانہ کعبہ کی بنیاد کی پھر ایک زمانہ گز اور اب سے چند سال پہلے حکومت نے SINP پروگرام شروع کیا تو دیکھتے

ہی دیکھتے مختلف رنگ و نسل کے لوگ اپنے پیاروں کو سپاپنگ کرنے کی خاطر جو ق در جو ق یہاں آنے لگے ان میں سے ایک اچھی تعداد جماعت احمدیہ کے افراد کی تھی جو حضرت مسیح موعودؑ کے درخت

وجو دکی سر بزر شاخوں کی طرح چھیلے پھولے لے گے۔ آن اللہ تعالیٰ کے فعل سے سکاؤن میں 200 سے زیادہ گھر اور ممبر ان کی تعداد بھی 800 سے تجاوز کر گئی ہے۔ اور یہ اضافہ تا حال جاری ہے۔

حکومت کینیڈا کی سیکم شروع کرنا اور اندر وون ملک سے لوگوں کا آنا محض فعل رہی ہے۔ جسکا مستقبل جماعت کی روزافزوں ترقی اور مسجد کا قیام ہے۔ سردی کی شدت کے باعث لوگ یہاں آنے سے کتراتے تھے ہر حال کڑی سے کڑی ملی اور خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق جس مسجد کا سنگ بنیاد اس کا ایک برلنیڈہ بندہ رکھ لیا تھا اس کی تکمیل کا وقت آن پہنچا ہے۔ ہم اپاک ذات کا جتنا

شکر ادا کریں کم ہے کہ اس نے ہم پر اپنا فضل کیا اور ہم اس گزرتے وقت کی برکات میں سے حصہ لینے والے ہوئے (الحمد للہ) جیسا کہ ہمیشہ سے ہی جماعت کی روایت رہی ہے کہ مرد اپنی تشوہاں سے

عورتیں اپنے زیور اور رچے اپنے جیب خرچ کے ذریعہ مالی قربانی میں بڑھ پڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے جذبوں میں برکت ڈالے اور ہم ہمیشہ مسجدوں کو آباد کرنے والے ہوں۔ (آمین)

عالیہ اکیڈمی و گرلز حفظ القرآن اسکول کینیڈا



ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح المرالیؒ کی کتاب ”ورثش کے زینے“ میں سے باقائدہ ورزش بھی کروائی جاتی ہے۔ اسی طرح اردو زبان کی اہمیت کے پیش نظر بچوں کو اردو لکھنا پڑھنا بھی سکھائی جاتی ہے۔ قرآن کریم کو عمدگی سے پڑھنے اور اسکے معانی کیلئے انہیں روزانہ اسمبلی میں قرآن کریم کا لفظی ترجمہ بھی سکھایا جاتا ہے۔

ماہ نومبر میں شعبہ تعلیم کینیڈا کے تحت منعقد ہونے والے عبدالسلام سائنس فیئر میں گرلز حفظ القرآن کی طالبات نے بھی حصہ لیا۔ دورانِ سال طالبات کی غیر نصابی سرگرمیوں کیلئے جلسہ سیرت النبی ﷺ کی تقریر کی جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح المرالیؒ کے زندگی کے تجربات بیان کرتے ہوئے نہایت دلچسپ انداز میں عائشہ اکیڈمی و حفظ القرآن اسکول کی بچوں کو نماز کو صحیح طریق پر ادا کرنے کے موضوع پر تقریر کی جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح المرالیؒ کی تجربات بیان کرتے ہوئے نہایت دلچسپی میں عائشہ اکیڈمی و حفظ القرآن اسکول کی بچوں کو اسال ایک کلاس میں حضور انور نے یہ بدایت فرمائی تھی کہ ”کم از کم 25% احمدی بچوں کو عائشہ اکیڈمی میں پڑھنا چاہیے۔“ اسال اس اکیڈمی میں مل 16 طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں جن میں سے 11 طالبات سال اول اور 5 طالبات سال دوم کی ہیں۔

عالیہ اکیڈمی میں بیرون شہر طالبات کے لیے پیش ویٹج میں ہی عائشہ اکیڈمی کے نزدیک طالبات کا نہایت صاف سترہ اہو ٹھلیل مع وارڈن بھی واقع ہے، جس میں سہولت کی ہر چیز میسر ہے۔ GTA سے باہر کی طالبات کو اس سہولت سے ہر ممکن فائدہ اٹھانا چاہیے۔

گریڈ 12 تک مکمل تعلیم حاصل کرنے والی طالبات اور ان کے والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنی بچوں کو اس خالص اسلامی ماحول والے ادارے میں دینی تعلیم کے لئے بھجوائیں تاکہ جماعت کا مستقبل روشن اور تابناک بن سکے۔ حضور انور ایڈہ اللہ تعالیٰ نبضہ العزیز کی بھی خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ بچیاں اس ادارے میں تعلیم حاصل کریں۔ داخلے کی درخواست اور مزید معلومات کے لئے عائشہ اکیڈمی سے بذریعہ ای میل،

(باقیہ صفحہ 26 پر)

مہمان اسپیکر ز بھی بلاائی گئیں۔ پہلی اسپیکر محترمہ دیسمہ مسلم صاحبہ (جو کہ آسٹریلیا سے تشریف لائیں تھیں) نے مختلف مذاہب کی تاریخ بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں بتایا۔ نیز مختلف مذاہب کا موازنہ کر کے اسلام کا مکمل مذہب ہونا ثابت کیا۔ طالبات نے مختلف سوالات پوچھ کر دلچسپی کا اظہار کیا۔ بعد میں یہ ریکارڈ کیا گیا یا پھر بذریعہ ای میل تمام طالبات کو بھجوایا گیا۔

دوسری اسپیکر محترمہ بشری ریاض صاحبہ نے نماز کی اہمیت اور اس کو صحیح طریق پر ادا کرنے کے موضوع پر تقریر کی جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح المرالیؒ کی زندگی کے تجربات بیان کرتے ہوئے نہایت دلچسپ انداز میں عائشہ اکیڈمی و حفظ القرآن اسکول کی بچوں کو نماز کو صحیح طریق پر ادا کرنے کی ترغیب دلائی۔ عائشہ اکیڈمی کی بچوں میں پیار و محبت، کھانا پکانے اور کھانے کے آداب اُبجا کرنے کے لیے ہر ماہ کے پہلے سو موارکو گلواؤ جیسا کیا جاتا ہے جس سے طالبات میں ایک دوسرا کے ساتھ مل کر کھانا کھانے کی اور کھانے کے آداب کو ملاحظہ کرنے کی عادت پڑتی ہے اور اس طرح اُنکی تفریغ بھی ہو جاتی ہے۔

خداء کے فضل سے بچوں کا حفظ القرآن اسکول، عائشہ اکیڈمی کی زیر نگرانی چل رہا ہے جس میں اس وقت 31 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اب تک 5 طالبات مکمل طور پر قرآن مجید حفظ کر پچی ہیں جبکہ باقی طالبات پورے جذبہ اور لگن کے ساتھ اس یک کام میں مصروف عمل ہیں۔ الحمد للہ گرلز حفظ القرآن اسکول کی بچوں کو ہفتہ والے دن اونٹاریو اسکول بورڈ کا نصاب بھی پڑھایا جاتا ہے، نیز بچوں کی جسمانی صحت کے لئے انکو روزانہ جم بھی لے جایا جاتا ہے جہاں وہ مختلف کھلیوں میں حصہ لیتی

الحمد للہ جماعت احمدیہ کینیڈا کو احمدی بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے 2011ء میں حضور انور ایڈہ اللہ تعالیٰ نبضہ العزیز کی منظوری سے ادارہ عائشہ اکیڈمی کھولنے کا فخر حاصل ہوا۔ 2012ء میں حضور انور کی کینیڈا میں آمد کے موقع پر عائشہ اکیڈمی کی طالبات اور اساتذہ کے ساتھ ہونے والی ایک کلاس میں حضور انور نے یہ بدایت فرمائی تھی کہ ”کم از کم 25% احمدی بچوں کو عائشہ اکیڈمی میں پڑھنا چاہیے۔“ اسال اس اکیڈمی میں مل 16 طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں جن میں سے 11 طالبات سال اول اور 5 طالبات سال دوم کی ہیں۔ عائشہ اکیڈمی کا نصاب احمدی بچوں کی علمی و تربیتی ضرورتوں کو مل نظر کر کر مرتب کیا گیا ہے۔ چنانچہ جہاں ایک طرف اُنکے دینی علم کے فروغ کے لیے انہیں قرآن کریم، حدیث و فقة، تاریخ اسلام و احمدیت، کلام حضرت سعیج موعود، اردو و عربی، موازنہ مذاہب، اسلامی سماجیات اور ہوم اکنامس کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ وہاں عائشہ اکیڈمی میں ان طالبات کی دینی و اخلاقی تربیت کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی ہے تاکہ وہ نہ صرف جماعت کا مفید وجود بنیں بلکہ آئندہ نسلوں کی بہترین ماسکیں بنیں نیز تربیت کی ذمہ داری کو بھی احسن رنگ میں پورا کر سکیں۔

اس سہ ماہی میں جہاں روزانہ ہونے والی اسمبلی میں مختلف تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی گئی وہیں دو

جوہر کی پچان صرف جوہری ہی کر سکتا ہے

روپنہ فوزیہ احمد - مارکم جماعت

جائی ہیں) میں لے جاؤ اور اسکی قیمت پتا کر کے آؤ۔ لیکن انگوٹھی پتھر کر مت آنا۔ بدایت کے مطابق شاگرد کبڑی بازار پہنچا اور مختلف دوکانداروں سے انگوٹھی کی قیمت دریافت کی۔ تو کسی نے کہا ایک دینار یادو دینار قیمت بتائی زیادہ سے زیادہ ایک دوکاندار نے پانچ دینار قیمت بتائی۔ شاگرد نے امام صاحب کو آکر بتایا کہ اس انگوٹھی کی قیمت زیادہ سے زیادہ پانچ دینار ہے۔ امام صاحب نے کہا ٹھیک ہے۔ اب اس انگوٹھی کو جوہری بازار لے جاؤ۔ اور وہاں سے اس کی قیمت معلوم کر کے آؤ۔ مگر پہنچا نہیں شاگرد صاحب انگوٹھی لے کر جوہری بازار پہنچ گئے۔ جہاں پر ہر کسی نے اس انگوٹھی کی قیمت لاکھ ڈیڑھ لاکھ بتائی۔ اس پر شاگرد صاحب واپس لوٹ آئے اور بتایا کہ جوہری بازار میں تو اس کی قیمت لاکھوں میں ہے۔ اور ہر کوئی ہاتھوں ہاتھ خریدنے کو تیار ہے۔ اس پر امام صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ اب تو یقیناً تم جان گئے ہو گے کہ جوہر کی پچان صرف جوہر سفاف ہی کر سکتے ہے کہ صرف جوہر شناس ہی کر سکتا ہے۔ یقیناً علم کی پچان بھی اور قدر بھی ایک صاحب علم متلاشی علم کو ہی ہو سکتے ہے۔

ایک امام صاحب کے ایک شاگرد محترم تھے جو کہ امام صاحب سے قرآن و حدیث کا علم سیکھتے تھے۔ ایک مرتبہ شاگرد محترم کا جوتاٹوٹ گیا اور وہ ایک موچی کے پاس گئے۔ اور کہا کہ میرا جو تامر مت کر دو۔ تو بد لے میں میں تھیں پانچ حدشیں سیکھاوں گا۔ موچی صاحب نے جب یہ پیشکش سنی تو بڑی سختی اور بد لخاٹی سے بولے کہ جا جا مجھے نہیں سیکھنی حدشیں مجھے تو تم پیسے دو۔ موچی کے اس روپیہ سے شاگرد صاحب بہت دلبر داشتہ ہوئے۔ اداں اور غمگین ہو کر بیٹھ گئے کہ وہاں پر امام صاحب تشریف لائے اور اپنے شاگرد سے اداسی کی وجہ پوچھی جس پر شاگرد نے تمام واقعہ سنایا اور کہا وہ علم جس کے لیے ہم نے پوری زندگی گزار دی ہے اس علم کی تو ایک موچی کی نظر میں بھی کوئی عزت نہیں ہے۔ امام صاحب ریشمی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے اور امیر آدمی تھے انہوں نے ہاتھ میں ایک ہیرے کی انگوٹھی پہنچی ہوئی تھی۔ یہ بات سنکر امام صاحب نے ہیرے کی انگوٹھی ہاتھ سے انتاری اور شاگرد محترم کو دے کر بدایت کی کہ اس انگوٹھی کو کبڑی بازار (جہاں پر انی چیزیں اور استعمال شدہ چیزیں بکتی اور خریدی

(باقیہ از صفحہ 25)

aisha.academy@gmail.com

پر، یا بذریعہ فون: 905 303 4000 (ext 2364)

رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ عائشہ اکیڈمی کے بارے میں معلومات ویب سائٹ www.talim.ca پر بھی موجود ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ادارے کو حضور انور ایمہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے ہمیشہ دینی ترقی عطا فرماتا چلا جائے نیز یہ ادارہ اپنے فضل سے اور نیک مقاصد کو پورا کرنے والا ہو۔ آمین۔

(باقیہ از صفحہ 24)

لیکن افسوس کہ سیالاب اور سخت بارشوں کی وجہ سے گھر کی چھت گرنے سے احمدیت مرکز کے خطوط ضائع ہو گئے جو ہمارے لئے ایک قیمتی اثاثت کے طور پر تھے۔

اباجان کو لوگ فرشتہ سیرت کہتے تھے۔ ہر ایک کی مدد کیا کرتے تھے۔ کبھی بیک میں پیسے جمع لکھائی پڑھائی نہ ہونے کی وجہ سے لاکوں جماعت کا کام کرواتی تھیں کبھی کسی کو دکھنیں دینی تھیں۔ سارے علاقوں کے لوگوں میری والدہ (بے) کہہ کر پکارتے تھے۔ ادھار دے کر کبھی نہیں کرائے وہ ضرورت مندوں اور رشیتے داروں میں ادھار دے دیا کرتے تھے۔

آپ کے شاگرد، لاہور، سیالکوٹ اور نارووال میں بہت زیادہ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ان کے واپس نہیں مانگتی تھیں کوئی واپس کرے یا نہ کرے۔ ان کو اپنے میکے گاؤں سے عشق کی حد تک ورثاء ابا جان کو عقیدت سے یاد کرتے ہیں۔ ابا جان 1914ء میں پیدا ہوئے اور 5 مئی 1982ء کو پیارا تھا۔

اس دنیا فانی سے رحلت فرمائی گئی عمر 68 سال تھی اور اسکی وصیت نمبر 92619 رپورٹ میں مدفن آپ 21 جنوری 2011ء کی عمر میں اپنے خدا سے جا ملیں۔ اَنَّا لِهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

- بندگو بھی کے بارے میں حکماء کہتے ہیں۔ کہ
 - 1- اس کی تاثیر سرخشک ہے۔
 - 2- قدرے پیشاب آور ہے۔
 - 3- قبض کشا ہے۔
 - 4- پیاس کی زیادتی کو کم کرتی ہے۔
 - 5- ذیا بیطس میں بہت مفید ہے۔
 - 6- خون کی خرابی کو دور کرتی ہے۔
 - 7- پھوڑے پھنسی کو دور کرنے میں مدد کرتی ہے۔
 - 8- بندگو بھی کے سالن میں گرم مصالحہ اور ادک ڈال کر کھانے سے اس کے مضر اثرات کم ہو جاتے ہیں۔
 - 9- بندگو بھی کو اگر لہسن، لیموں، زیتون کے تیل اور دہی میں ملا کر کھایا جائے تو بہترین اور قوت بخش سlad اپنی ہے۔
 - 10- بندگو بھی میں قدرت نے ایک خاص قسم کا ایٹھی باسیوں کے غصہ رکھا ہے جو جسم میں مضر اثرات کے خاتمے کے علاوہ معدے کے زخم بند کرنے میں بہت معاون ثابت ہوتا ہے۔

گھریلو ٹوٹکے

از طرف امتہ المتن - سرے

- 1- خشک جلد والوں کو صابن کم استعمال کرنا چاہیئے۔ رات کو چہرے پر بالائی لگائیں۔ اور بیسن سے منہ دھولیں۔
- 2- سفید گلیسرین میں عرق گلاب اور لیموں کے قطرے ملا کر لگائیں۔
- 3- انڈے کی زردی میں زیتون کا تیل یا بادام کا تیل ملا کر چہرے پر لگائیں تو چہرہ ملامٹ ہو جاتا ہے۔
- 4- نارنگی کے چلکے اچھی طرح خشک کر کے پیس لیں۔ تھوڑا سا پاسفون لے کر اسے دودھ میں بھگو کر چہرے پر لگا رہنے دیں۔ چہرہ زرم اور صاف شفاف ہو جائے گا۔

میدہ چھنا ہوان:- 225 گرام	بیسن چھنا ہوان:- 56 گرام
پی ہوئی چینی:- 168 گرام	بیکنگ پاؤ ڈر:- 2 چائے کے چیج
بیکنگ سوڈا:- آدھا چائے کا چچہ	بی ہوئی چھوٹی الائچی:- ایک چائے کا چچہ
انڈے کی زردیاں:- دو عدد	گھی:- 196 گرام
بادام بھنے اور کٹے ہوئے حسب پسند	ترکیب: ایک پیالے میں گھی، چینی اور الائچی اتنی پھینٹیں کہ جھاگ اوپر آجائے۔ اس میں بادام ملا کر رکھ لیں۔ ایک پیالے میں انڈے کی زردیاں پھینٹ کر رکھ دیں۔ ایک پیالے میں میدہ، بیکنگ پاؤ ڈر، بیسن اور بیکنگ سوڈا ملا کر چھان لیں۔ اسے گھی والے پیالے میں ڈال کر آٹے کی طرح گوندھ لیں۔ آٹے کو بیل کر چھوٹے گول سانچے کی مدد سے کاٹ لیں۔ ادون کی ٹرے کو چھانا کر کے نان ختائیاں اس پر رکھ کر برش کی مدد سے انڈا گاڈیں۔ ٹرے کو پہلے سے گرم ادون میں 190 ڈگری سینٹ گریڈ پر 15 منٹ تک پکالیں۔

کوکونٹ بسکٹ

اجزاء:

بغیر نمک والا مکحن:- 250 گرام	پی چینی:- 200 گرام
میدہ:- 350 گرام	پاساکھوپرا:- 1/2 کپ
کوکونٹ یا نیلا ایسنس:- 1/2 چائے کا چچہ	انڈا:- 1 عدد
ترکیب: ایک برتن میں 250 گرام بغیر نمک والے مکحن کو پھینٹیں اور اس میں 200 گرام پیسی چینی ڈال کر اچھی طرح ملا گیں۔ اب اس میں 1 انڈا، 350 گرام میدہ، 1/2 چائے کا چچہ کو کوکونٹ یا نیلا ایسنس اور 1/2 کپ پاساکھوپرا شامل کر کے ہاتھوں کی مدد سے نرم سا آٹا گوندھ لیں پھر اس آٹے کو اچھی طرح ٹکنگ (Cling wrap) میں لپیٹ کر کم از کم 1 گھنٹے کے لیے فریج میں رکھ دیں۔ اس کے بعد اس آٹے کو فریج سے نکالیں اور پچن کا ونڈر پر تھوڑا سا میدہ چھڑک کر بیلیں اور بسکٹ کاٹنے والے کسی Cutter کی مدد سے بسکٹ کی شکل میں کاٹ لیں۔ اب بسکٹ کو 180 ڈگری سینٹ گریڈ پر گریڈ پہلے سے گرم کیے ادون میں 12 سے 15 منٹ بیک کر لیں۔	

”بیماری کے سرہانے“

ڈاکٹر فہمیدہ منیر عظمت آم (مرحومہ)

شام ڈھلے اندر ہیاروں کا احساس بڑھاتا چاند کی کرنیں یاد آئیں

پیاس سے لب موکھے تو مجھ کو جھرنوں کی آواز آئی

پاؤں جلے تو محنڈی ریت پہ چلتا یاد بہت آیا

ریت پہ چلتا، چاند کی کرنیں، جھرنوں کی میٹھی آواز

خواب ایک سماں ہے یا کہ ماں کی لوری کی آواز

بلبل نے نغمہ گایا۔ کلیاں چکلیں۔ بر سات ہوتی

شبہم کے قطروں سے ڈھل کر گل مہکنے کی آواز سنی

جب بھی کسی بچے نے اپنی ماں کو پکارا یاد رہا!

دھرتی کے کونے سے جب بھی ایسی کوئی آواز نہیں

اُس لمحے رحمت کی پھتواریں دودھ کی دھاریں یاد آئیں

ماں ٹوپیٹھے نئے جیسی جنک ہواؤں پر بت اور صحراؤں جیسی

ایک گھنی چھاؤں میں جیسے سبزے کا اک فرش بچتا ہو

اور اس فرش پر رنگ برلنگے پھولوں کا انبار لگا ہو

یا جیسے مادہ خرگوش کوئی پاؤں سے مٹی کھو رہی ہو

اور اپنے بالوں کو بچا کر نرم پچھونا بنتے بنتے

زخمی ہو کر ہو لے ہو لے ہانپر رہی ہو

ماں کے پیار کی محنڈی چھاؤں اُس لمحے ہو لے سے اتر کر

تلکھ سا گر کے ایک اچھوتے لمحے کی آغوش بنا کر

گود میں لے کر، خوب تھپک کر، لوری گا کر

خون کی شریانوں کی روانی میں رچ جس کر

جبون کا احساس دلاتی، دل گرماتی، روح کے پاتالوں تک پہنچے

اور مجھے احساس دلاتے

میں کمزور بیاسی بے بس موم کا گلکڑا کا جھ کی گڑیا
ٹوٹ کے ریزہ ریزہ ہو کر غم کی آنچ سے خوب پچھل کر
بہہ جاتی یا ایک بگولہ بن کر۔ دور کہیں صحراء میں جا کر گم ہو جاتی
ماں نے مجھے اک جنم دیا۔ اک جسم دیا۔ اک سختی دی۔ اک پیار دیا
اور اس پیار کی محنڈی چھاؤں نے مجھ کو پروان چڑھایا
اس نے مجھے اک خالت کا احساس دلایا
اس احساس کی بیداری نے پھر مجھ کو انسان بنایا
آج یہ بادل کا گلکڑا حالات کی آندھی کی زد پر ہے
ڈول رہا ہے اور میرا دل ہو لے ہو لے ہو ل رہا ہے
جسم کا لاغر پچھی دو رکھیں اڑ جانے کو پر قول رہا ہے
آن اس دھرتی کو اپنی آغوش میں لے کر میں نے خدا کو
درود سے خوب پکارا۔ خاک پر سر رکھا ہے میں نے
عرش تک اک سجدہ کیا ہے۔
اس سجدے سے سر کو اٹھاؤں کیسے ؟؟
تپتی دھوپ میں اس چھاؤں سے اٹھ کر جاؤں کیسے !!
ماں کو شاید نیند آئی ہے شور نہ کرنا جاگ نہ جائے
دیکھو کوئی آواز نہ آئے
دروازے سب بند کر دو۔ اور سارے پردے پھیلا دو
کیسے تپتی دھوپ میں جا کر باہر پیٹھوں
اور اس چھاؤں کو صحرائے ذریعوں پر سایہ کرنے دوں
پیارے خدا تو اس کو بچا لے
اس پیاری ہستی کو خود سے کیسے جدا کرنے دوں مولیٰ
سارے خواب بکھر جائیں گے
کیسے اسے مرنے دوں مولیٰ